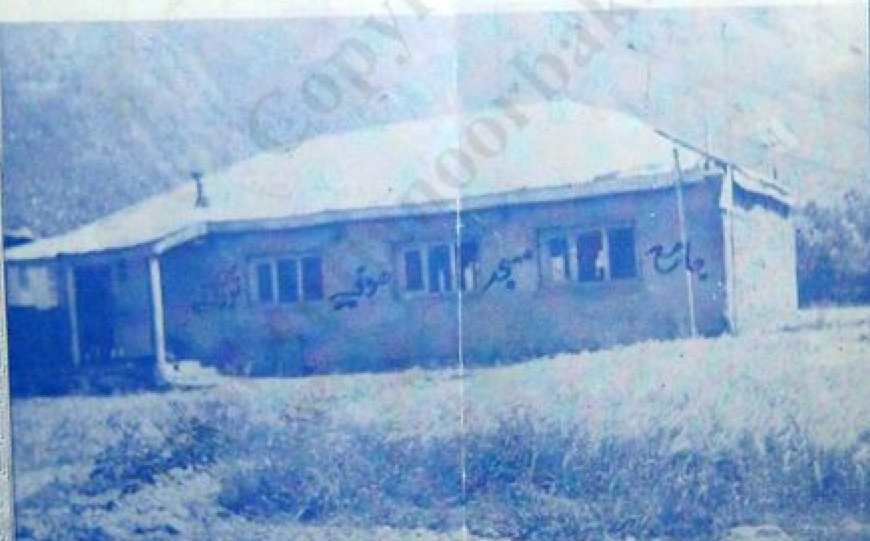
ماہنامہ

نوائے صوفیہ

انٹرنیشنل
اسلام آباد

شمارہ نمبر ۴۴ قیمت بارہ روپے نومبر دسمبر ۱۹۹۸ء



جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ تھسگام دراس کرگل

السلام اے شاہ ہمدان سید میر کبیرؒ

سید عظمت علی شاہ ہمدانی
پرنسپل مدرسہ قمرالاسلام
سلیمانیہ کراچی

السلام اے شاہ ہمدان سید میر کبیر
کس قدر اللہ کا فضل و کرم ہے آپ پر
آپ نے اسلام کا ہر سو اجالا کر دیا
خاص کر کشمیر و بلتستان کو روشن کیا
کی عطا کشمیر کو تہذیب و صنعت و علم و دیں
کشت و خون سے ہے جہنم زاد وہ کشمیر اب
ہر طرف سے کفر کی اسلام پر یلغار ہے
بخش دے کشمیر کو آزادی و امن و سکون
شکر ہے اللہ کا عظمت علی کو ہے نصیب

اے امام عارفان اے صاحب روشن ضمیر
نورحق سے کر دیا سارے جہاں کو مستنیر
مطلع اسلام پر ہیں آپ اک شمس منیر
آپ ہی ہیں مرشد آں کشور مینو نظیر
آپ کے دم سے بنا کشمیر ایران صغیر
جو کبھی تھا آپ کے فیضان سے جنت نظیر
کر عطا مسلم کو ہمت اے خداوند قدیر
بہر نورالدیں ولی و سید میر کبیر
شرف نسبت آپ سے اے سید میر کبیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ نمبر ۴۴ نومبر دسمبر ۱۹۹۸ء

بانی: ڈاکٹر غازی محمد نعیم
مدیر: علامہ محمد بشیر
آرٹ ڈیزائننگ: جی۔ایچ۔معروفی

فہرست مضامین

ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99-6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر A-358 سیکٹر G-6/1-1 اسلام آباد سے شائع کیا۔
نوائے صوفیہ میں چھپنے والے تمام مضامین، خطوط اور خبروں کی ذمہ داری مضمون نگار اور نامہ نگار حضرات پر عائد ہوتی ہے۔

خط و کتابت مضامین، منی آرڈر، ڈرافٹ وغیرہ بھیجنے کا پتہ
فلیٹ نمبر 7 بلاک نمبر 14 کیٹگری فور سیکٹر I - 8 / 1 اسلام آباد پاکستان

سخنہائے گفتنی

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ و الصلواۃ والسلام علی رسولہ الکریم۔

اثبات ذات، تلاش ذات اور تکمیل ذات کے عناوین کے تحت سلسلہ گفتگو ہنوز جاری ہے نفی ذات کے موضوع کے تحت ایک ضروری وضاحت موجودہ اداریے کے بعد پیش کی جائے گی۔ یہاں ہم حسب سابق دوران سفر چند لمحوں کے لئے پیچھے مڑ کر دیکھنے کا عمل دہرائیں گے۔ الحمد للہ نوائے صوفیہ کے پچاس شمارے نکل چکے ہیں اور جن حالات میں ہم نے یہ کام کیا ہے یہ پچاس مہینے پچاس سالوں کے برابر ہیں اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ آج ہم نوائے صوفیہ کی گولڈن جوبلی منا رہے ہیں۔ قارئین نوائے صوفیہ اس رسالے کے معیار اور ہمارے کام کے بارے میں اپنے قیمتی تاثرات سے ہمیں وقتاً فوقتاً نوازتے رہتے ہیں صفحات کی کمی کی وجہ سے ہم ہر مہینے ان کے گراں قدر خطوط کا فرداً فرداً جواب دینے سے قاصر رہتے ہیں لیکن ہر سال فصل زمستان کے آغاز میں ہم نوائے صوفیہ کی سالگرہ کے موقع پر اپنے اداریے میں اپنے قارئین کرام کی نیک تمناؤں کے حوالے سے ایک مجموعی سپاس نامہ ضرور پیش کرتے ہیں اور اس بار ہم قارئین کی خدمت میں جو گزارشات پیش کریں گے ان کا اس رسالے کے وجود کے تسلسل کے ساتھ گہرا تعلق ہو گا اس لئے عرض ہے کہ قارئین گرامی سطور ذیل کو غور سے پڑھیں اور ان کے بارے میں گہرا فکر کریں کیونکہ ممکن ہے کہ ان باتوں کو سرسری انداز میں لینے کی صورت میں آپ نادر اپنے محبوب رسالے سے مستفید نہ ہو سکیں اور ہماری آپ کی ملاقات آخری آخری ملاقات ثابت ہو۔

سب سے پہلے میں عرض مکرر کے طور پر چند قصہ ہائے پارینہ کا اعادہ کروں گا۔ جیسا کہ متعدد بار آپ کے گوش گزار کیا جا چکا ہے کہ نوائے صوفیہ کا آغاز محض ایک غیرت دینی اور حمیت ملی کے نتیجے میں ہوا تھا۔ اور یہ آغاز سو فیصد بے سروسامانی کے عالم میں ہوا جب ہم محض بے روزگار طالب علم تھے۔ بھروسہ خدا کی مدد کا اور بھروسہ برادران ایمانی کے جذبہ ایمانی کا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنی رحمت سے ہمیں مسلسل سرفرو کیا اور آپ لوگوں کی محبت کی دولت سے ہمیں نوازا جس کے باعث تنگ دامنی اور بے سروسامانی ہمارے آڑے نہ آئی اور ہم نے الحمد للہ نوائے صوفیہ کے پچاس شمارے نکال دیئے۔ ہمیں یقین ہے کہ دقت نظر سے پڑھنے والوں نے ہر شمارے کے مندرجات سے استفادہ کیا ہو گا اور دین اسلام اور مسلک پاک صوفیہ نوربخشیہ کے بارے میں ان کی معلومات میں قابل قدر اضافہ ہوا ہو گا۔

نوائے صوفیہ ہی کی وساطت سے صوفیہ نوربخشیہ کا عالمگیر تعارف ممکن ہوا اور بین الاقوامی سطح پر ہمارے روشن عقائد اور پاکیزہ اعمال کو پذیرائی حاصل ہوئی۔ نہ صرف مملکت خداداد پاکستان کے گوشے گوشے سے ہزاروں اہل اسلام اس رسالے کے مندرجات سے مستفید ہوئے بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی سینکڑوں اہل اسلام نے بلاتفریق عقیدہ و مسلک اس رسالے کو سراہا۔ نوائے صوفیہ کے قارئین میں ایران اور عرب ممالک کے علاوہ جرمنی، جنوبی افریقہ اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ تک کے علم دوست اصحاب شامل ہیں۔ ایک خصوصی اہمیت کا پہلو یہ ہے کہ نوائے صوفیہ کی وساطت سے بھارت کے نوربخشیوں کا وجود عدم سے ہمکنار ہونے سے بچ گیا۔ نہ صرف ان کو اپنی شناخت ہاتھ آئی بلکہ نوائے صوفیہ کے مندرجات نے ان برادران ایمانی کے اندر ایسی ایمانی روح پھونک دی کہ آج الحمد للہ لداخ، دراس اور کرگل کے علاوہ یوپی اور ہندوستان کے دیگر علاقوں میں بھی نوربخشیوں میں ایک ہمہ گیر تحریک شروع ہو چکی ہے۔ انجمنیں تشکیل پا رہی ہیں۔ کتابوں کی نشر و اشاعت کا بندوبست ہو رہا ہے اور راہ اعتدال پر قائم لوگ حسرت و افسوس

کے ساتھ کہتے ہیں کہ کاش اگر یہ رسالہ دس بیس برس قبل شائع ہوتا تو لدداخ اور کارگل کے ہزاروں نور بخشی آج بیگانی روشوں پر گامزن نہ ہوتے۔

نوائے صوفیہ نے ہمیشہ اتحاد بین المسلمین کے لئے سعی و کاوش کی ہے۔ ہم اس بات پر فخر کرنے والے ہیں کہ ہمارا دین اسلام ہے ہم اسلام میں تفرقہ بازی کے حامی نہیں ہیں اور ہم نے فرمان الہی و اعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا کو اپنا مطمح نظر بنایا ہوا ہے۔ آج کے اس پر آشوب اور پر فتن دور میں جب مسلمان مسلمان کا خون بہانے میں قطعی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا بلکہ اس کو عین جہاد سمجھتا ہے (معاذ اللہ) نوائے صوفیہ جیسے علمی رسائل کا وجود ایک نعمت غیر مترقبہ ہے جو امن محبت اور بھائی چارے کا پرچار کرتے ہیں۔ ہمیں قوی امید ہے کہ ہمارے رسالے میں کوئی ایسا مضمون شائع نہیں ہوا ہوگا جس سے کسی اہل ایمان کی دل آزاری ہوئی ہو۔ البتہ علمائے کرام سے ہم اتحاد و اتفاق اور امن و آشتی کی فضا کو برقرار رکھنے کی دردمندانہ اپیل وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں اور دین کے نام پر نفرت پھیلانے والوں کا محاسبہ بھی کرتے ہیں لیکن یہ وضاحت ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر دین کے نام پر نفرت پھیلانے والوں میں بدقسمتی سے کوئی عالم دین بھی شامل ہیں تو اس عالم دین کا شمار یقیناً علمائے سوء میں ہوگا ایسے علماء علمائے حق اور علمائے ربانی کہلانے کے کسی طور مستحق نہیں ہیں۔

نوائے صوفیہ میں شائع ہونے والے مضامین کے بارے میں قارئین کی براہ راست اور بلاواسطہ آرا اور تنقیدی مراسلے اور پیغامات وصول ہوئے ہیں جن میں ایک بات کی شکایت عام طور پر کی جاتی ہے کہ رسالہ ہر مضمون نگار کا مضمون شائع نہیں کرتا بلکہ چند مخصوص اہل قلم کے مضامین کو ہی جگہ دیتا ہے اور اس صورت حال سے لکھنے والوں کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے اور رسالے کی مقبولیت میں بھی کمی آتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس سلسلے میں ہم یہ گزارش کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ نوائے صوفیہ ایک علمی مجلہ ہے اور ہم ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ اس کا علمی معیار گرنے نہ پائے۔ ظاہر ہے اس کے لئے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ اس میں علمی معیار کے مضامین شائع ہوں اگر قلم برداشتہ تحریروں اور بے وزن اور بے معنی شذرات کو جگہ دی جائے تو رسالے کی افادیت ویسی نہ رہے گی جیسی قارئین چاہتے ہیں اور اس کی قومی اور بین الاقوامی ساکھ بھی ختم ہو جائے گی۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمیں صرف ایسے مضامین سے دلچسپی ہے جنہیں اعلیٰ سند یافتہ اور نامی گرامی علماء نے تحریر کیا ہو۔ بلکہ حقیقت حال یہ ہے کہ نوائے صوفیہ معروف قلمکاروں کی نسبت نئے لکھنے والوں کی زیادہ حوصلہ افزائی کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے یہی وجہ ہے کہ اس رسالے کے صفحات پر بہت سے نئے لکھنے والوں کو بھی اپنے قلمی جوہر دکھانے کا موقع دیا گیا اور الحمد للہ کئی باصلاحیت قلمکار دریافت ہوئے جو اپنی علمی کاوشیں جاری و ساری رکھنے کی صورت میں قوم و ملت کے مستقبل کے لئے قیمتی سرمایہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ بایں ہمہ ادارہ نوائے صوفیہ نے اس رسالے میں قابل اشاعت ہونے کے لئے مضامین کا ایک کم از کم معیار بھی مقرر کر رکھا ہے جس کے بارے میں ہم اپنے قارئین کو ماضی میں کئی بار آگاہ کر چکے ہیں تاہم سیاق و سباق کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم اہل قلم کی خدمت میں ان معیارات کا ایک بار پھر اعادہ کرتے ہیں۔

۱۔ نوائے صوفیہ کو بھیجے جانے والے مضامین علمی اور تحقیقی اہمیت کے حامل ہوں۔ مضمون نگار اپنی ذاتی رائے شامل کر کے جذباتی مضمون لکھنے کی بجائے مسلمہ علمی حوالوں کے ساتھ اور کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد سائنٹفک انداز میں اپنا مضمون تیار کرے اور ہر مضمون کے آخر میں حوالہ جات ضرور درج کریں۔

۲۔ یہ مضامین نوائے صوفیہ کی بنیادی اشاعتی پالیسی یعنی احیائے تصوف اسلامی اور اتحاد بین المسلمین سے متصادم نہ ہوں اور ان سے کسی فرد یا گروہ کی دل آزاری نہ ہوتی ہو۔

۳۔ یہ مضامین افادیت کے حامل ہوں یعنی ان کے اندر کوئی نہ کوئی ایسی مفید بات ضرور ہو جس سے قارئین اپنے دینی اور دنیوی معاملات میں استفادہ کر سکیں۔ گھسے پٹے موضوعات یا وہ موضوعات جن پر رسالے میں اس سے قبل بھی مضامین شائع ہو چکے ہوں، قارئین کے لئے چنداں دلچسپی کا باعث نہیں بن سکتے اگر کوئی مضمون مفید اور تعمیری ہو تو محض زبان و بیان کی کمزوری کی بنیاد پر وہ ناقابل اشاعت متصور نہیں ہوگا۔ آپ محنت کریں آپ کے مضامین کی نوک پلک ہم درست کریں گے۔

۴۔ مضمون کم از کم تین صفحات پر مشتمل ہو (اقوال زریں اور مختصر حکایتیں مستثنیٰ ہیں) اور صفحہ کے ایک طرف

ٹائپ ہو یا خوش خط تحریر ہو۔ مکرر گزارش ہے کہ حوالہ جات لکھنا نہ بھولیں۔

۵۔ مضامین سرقہ شدہ یا نقل شدہ نہ ہوں بلکہ اس میں مضمون نگار کی ذاتی کاوش و جستجو بھی نمایاں ہو۔ علمی حوالے دینا جتنا مستحسن ہے سرقہ اور نقل اتنے ہی مذموم متصور ہوتے ہیں۔

۶۔ طویل مضامین سے بھی احتراز کیا جائے کیونکہ ایسے مضامین کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے انہیں قسط وار چھاپنا پڑتا ہے اور یوں دیگر مضمون نگاروں کی حق تلفی ہوتی ہے۔ پس مضمون جامع ہو اور غیر ضروری طوالت سے پاک ہو۔

۷۔ مستقل مضمون نگاروں سے گزارش ہے کہ وہ اپنے مضامین کی کم از تین اقساط قبل از وقت روانہ کریں تاکہ ڈاک سے تاخیر ہونے کی صورت میں رسالے کی اشاعت التوا کا شکار نہ ہو جائے۔

رسالے میں شائع ہونے والے تمام مضامین اہلیت یا میرٹ کی بنیاد پر شائع ہوتے ہیں لیکن صفحات کی کمی کی وجہ سے بعض کرم فرماؤں کے مضامین بروقت شائع نہیں ہو پاتے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کا مضامین ردی کی ٹوکری کی نذر کئے جاتے ہیں بلکہ ان کے مضامین تو ہمارے لئے ایک قیمتی سرمایہ اور نعمت غیر مترقبہ ہیں جن کو ہم حرز جاں سمجھ کر سنبھالے رکھتے ہیں چنانچہ ایسے تمام مضامین قابل اشاعت ہونے کی صورت میں انشاء اللہ وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہیں گے۔ اہل قلم کی تسلی کے لئے ہم ان تمام بہی خواہان ملت کا فرداً فرداً ذکر کرتے ہوئے ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کریں گے کہ انہوں نے نوائے صوفیہ کی قلمی معاونت کی اور اپنے نگارشات اس رسالے کو بھیجے ان کے منتظر اشاعت مضامین کے نام بھی ساتھ شامل ہیں۔ انشاء اللہ یہ مضامین جلد اس رسالے کے صفحات کی زینت بنیں گے۔

فضائل علم از اعجاز حیدر اعجاز مجلوی
قرآن مجید اور حدیث میں صلوٰۃ و سلام کی تاکید از محمد ابراہیم بلغاری
پاکستان کی پچاسویں سالگرہ از ذاکر حسین خپلو
علم اور دولت از محمد سلیم نیر علی آباد
سائنس اور مسلمان سائنس دان از ظفر اقبال مسکین
اخلاص نیت از رستم علی سلتروی
جنید بغدادی کے نزدیک نظریہ میثاق از سید نور حسین سکساوی
جامعہ کراچی
محسن انسانیت از مظاہر علی دلشاد شگری کراچی
میرا پیغام ملت نوربخشیہ کے نام از عباس علی سکساوی آزاد کشمیر
جھکاؤ نظریں از غلام علی جوہر یوچنگ
شاہ سید کی حیات و خدمات پر ایک نظر از قاری شکور علی انور و سجاد حسین بلغاری
سید العارفین از محمد اسماعیل کریسی
رسول اور علم غیب از روزی علی شیری کریسی
قیامت کی مختصر کیفیت از جی ایم خان سرموی کراچی
اسے بھی پڑھئے از م۔ش کوروی
دور حاضر اور علمائے کرام کی ذمہ داریاں از م۔ش کوروی
حضرت معروف کرخیؒ از الطاف حسین کراچی
روح تصوف از اے این گھمن خپلو
ایک آنکھ سے سونا از محمد ایوب شگری
مختصر سوانح حیات حضرت معروف کرخیؒ از مولانا حیدر علی مجلوی
نوائے صوفیہ پر ایک تجزیاتی نظر از غلام حسن حسنو
شاہ ہمدان اور بلتستان از غلام حسن حسنو
نفس امارہ کی سرکوبی از غلام حسن حسنو
حضرت علی بحیثیت ولی اللہ از محمد اسماعیل خپلو
فضائل ذکر از نامعلوم
مقام صحابہ نوربخشی تعلیمات کی روشنی میں از مولانا شکور علی انور
علم اور تعلیم از فلچو غلام عباس
بلتستان پر فحاشی کی یلغار از غلام تقی نوربخشی
شاہ ہمدان ایک ہمہ جہت شخصیت از اخوند نثار علی عابدی
بلتستان میں اسلام از شجاعت علی حیدری
اولاد کی تربیت اور ماں باپ کے فرائض از غلام مہدی معروف کوروی
شاہ سید بحیثیت انقلاب آفرین شخصیت از حافظ عبدالرحمن سرموی
حضرت آدم علیہ السلام از ذوالفقار علی کوروی
حضرت علی علیہ السلام کا خط مصر کے گورنر مالک اشترؓ کے نام از محمد علی اسلام آباد
یہ کائنات ایک عجب تماشہ از غلام عباس بہاولپور
نیت کا پھل از رستم علی سلتروی

امیر کبیر سید علی ہمدانی کا نظریہ تصوف از محمد حسین قادری
کشمیر سراپا احتجاج ہے از سید ساجد حسین شاہ ہمدانی
• سائنس کار نراز کامریڈ عباس علی یونن
اللہ تعالیٰ کی حکمت از شجاعت علی
حضرت امیر کبیر ہمدانی کی عالمگیر عظمت از محمد حسین آزاد
کمزور عالم اسلام اور اکیسویں صدی از شاہد حسین
سورۃ القدر کے فضائل وخواص از محمد ابراہیم بلغاری
روشنی کے سات پردے از محمد حسین درویش
وادی چھوربٹ پر ایک نظر از ملک جی ایم زاہد
گوشہ گمنامی میں موتی کی تلاش از موسیٰ بلغاری
جشن عید میلاد النبیؐ کی شرعی حیثیت از نامعلوم
فضائل نماز از اخوند محمد علی اسلام آباد
نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کی خدمات کا جائزہ از مجاہد حسین کاوش
اسلامی تصوف اور ارشادات صوفیا از مجاہد حسین کاوش

یہ نامکمل فہرست یقیناً طویل نہیں ہے ۔ پچاس شماروں میں ایک ایک مضمون بھی شائع ہونے سے رہ جائے تو کل پچاس مضامین بنتے ہیں اور مذکورہ مضامین کی تعداد نصف صد سے زیادہ نہیں ہے ۔ کچھ مضامین جن کا ذکر نہیں ہوا خصوصی اشاعتی حصے میں منتظر اشاعت ہیں ۔ چند ایک زائد المیعاد اور ناقابل اشاعت ہونے کے باعث تلف کئے جا چکے ہیں اور اور چند ایک ممکن ہے ڈاک کے نظام کے باعث ہم تک کبھی نہ پہنچ پائے ہوں ۔ امید ہے کہ قارئین اپنے قابل اشاعت مضامین کی اشاعت کا انتظار کریں گے لیکن خدانخواستہ ان کا مضمون ناقابل اشاعت ہوا تو ان سے گزارش ہے کہ ہمت ہارنے یا بدظن ہونے کی بجائے زیادہ محنت اور لگن کے ساتھ لکھیں اور اپنے نگارشات بھیجنے کا سلسلہ بند نہ کریں ۔

یہاں ہمیں نوربخشی علمائے کرام سے بھی شکایت ہے کہ انہوں نے نوائے صوفیہ کے ساتھ وہ قلمی تعاون نہیں کیا جس کا حق تھا ۔ جید نوربخشی علماء نے جن کے قلم سے ہزاروں انسانوں کے دین و دنیا کی بھلائی کا سامان ہو سکتا تھا یا تو نوائے صوفیہ کو درخور اعتناء ہی نہیں سمجھا یا ایک آدھ مضامین لکھنے کے بعد اکتا کر بیٹھ گئے ۔ اور اب صورت حال یہ ہے کہ گنتی کے چند علماء کے علاوہ جن کے قیمتی مضامین تاحال نوائے صوفیہ کے صفحات بن گئے ہیں دیگر علمائے کرام قلمی تعاون سے یکسر کنارہ کش ہیں ۔ پھر یہ بھی شکایت سننے میں آتی ہے کہ یہ رسالہ تو فلاں نامہ یا فلاں نامہ بن گیا ہے ۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قابل اشاعت مضامین کی عدم دستیابی کے باعث ہم خلوص اور محنت سے لکھنے والے چند علماء کے مضامین کو تواتر سے جگہ دینے پر مجبور ہیں ۔ یہ مخلص علمائے دین فی سبیل اللہ اور بلا معاوضہ اپنے قلم سے جہاد کر کے دین کی خدمت کر رہے ہیں اور ادارہ نوائے صوفیہ اور جملہ اہل اسلام اور اہل نوربخشیہ پر ان کا احسان عظیم ہے ۔

آخر میں ہم ایک نہایت ضروری گزارش ایک ایسے امر کے متعلق کرتے ہیں جس کا رسالے کے وجود کے تسلسل کے ساتھ گہرا تعلق ہے ۔ قارئین نوائے صوفیہ کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ نوائے صوفیہ کو کسی دینی انجمن تنظیم فرد یا ادارے کی مالی معاونت اور سرپرستی حاصل نہیں ہے ۔ یہ رسالہ صرف چند مخلص کارکنوں کی رضاکارانہ خدمت کا نتیجہ ہے جس کا انہیں کوئی معاوضہ ملتا ہے نہ کوئی اور دنیوی منفعت ۔ اکثر رسالے کے اخراجات بھی وہ اپنی جیب سے پورا کرتے ہیں اور اس مشن کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے وہ اپنے دنیاوی معاملات اور اہل و عیال کی ضروریات کو بھی پس پشت ڈال کر بے شمار مشکلات کے باوجود مصروف عمل ہیں ۔ پس اگر قارئین رسالے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں تو دراصل یہ مذہب و ملت کے ساتھ تعاون ہے اراکین ادارت کا اس میں کوئی دنیوی فائدہ نہیں ہے یہ حقیقت کسی سے مخفی نہیں کہ جذبہ و عمل چاہے جتنا زیادہ کیوں نہ ہوں مالی وسائل کے بغیر فی زمانہ کوئی بھی کام تادیر نہیں چل سکتا ۔ نوائے صوفیہ کے صرف اشاعتی اخراجات ہر ماہ دس پندرہ ہزار روپے سے متجاوز ہوتے ہیں اس طرح ہم اب تک لاکھوں روپے اس رسالے کی اشاعت اور ترسیل پر صرف کر چکے ہیں ۔ دوسری طرف جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے اس رسالے کے ساتھ کسی نوربخشی تنظیم اور انجمن کی مالی معاونت ہونا تو در کنار خود اس کے مستقل خریدار بھی کماحقہ رسالے کا چندہ ارسال نہیں کرتے ۔ فی زمانہ اکثر رسائل و جرائد اشتہارات کے زور پر چلتے ہیں ۔ نوائے صوفیہ کے لئے یہ ذریعہ آمدنی تو سرے سے مفقود ہے رسالے کی فروخت سے حاصل ہونے آمدنی نہ ہونے کے برابر ہے اور قابل صد افسوس یہ امر ہے کہ اکثر مستقل خریدار ایک بار خریداری کا چندہ جمع کرنے کے بعد دوبارہ اپنے زر

تعاون کا اعادہ کرنا بالکل ضروری نہیں سمجھتے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ گزشتہ مہینوں میں جب دو سو مستقل خریداروں کو نادہندہ ہونے کی یاددہانی کرائی گئی تو صرف ان میں سے دو خریداروں نے اپنا چندہ ارسال کیا۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص یہ فرض کرتا ہو کہ رسالہ تو حسن و خوبی کے ساتھ چل رہا ہے ایک میرے تعاون نہ کرنے سے کیا فرق پڑے گا لیکن اگر یہی سوچ اکثریت کی ہو جائے تو جو نتیجہ نکل سکتا ہے اس کا ہر ذی عقل بآسانی اندازہ کر سکتا ہے۔ تو معزز قارئین کرام ہم اہتمام تحت کے لئے مکرر عرض کرتے ہیں کہ اس وقت ادارہ نوائے صوفیہ کی مالی حالت اس قدر پتلی ہے کہ کسی وقت بھی رسالے کی اشاعت کا عمل مستقل طور پر بند ہو سکتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر خدا نخواستہ ایسا ہوا تو یہ ملت نوربخشیہ کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہوگا اور اس کا اندازہ وقت گزرنے کے بعد ہر مخلص فرد نوربخشی کو ہوگا۔ چنانچہ ہم اس رسالے کو بند ہونے سے بچانے کے لئے درج ذیل گزارشات پیش کرتے ہیں۔

۱۔ زیادہ سے زیادہ اہل نوربخشیہ کو چاہیئے کہ وہ اس رسالے کے خریدار بنیں جس کا ماہانہ چندہ سگریٹ کی ایک ڈبیہ کی قیمت کے برابر بھی نہیں ہے۔ اگر آپ خود تعلیم یافتہ نہیں ہیں تو اس رسالے کے گھر میں موجود ہونے سے آپ کے بچوں کی صحیح خطوط پر دینی تربیت ہوگی اور وہ فحش اور مخرب اخلاق لٹریچر کو پڑھنے اور بے راہ روی کا شکار ہونے سے بچ جائیں گے۔

۲۔ رسالہ کسی سے مانگ کر پڑھنے کی بجائے خرید کر پڑھیں تاکہ اس بہانے سے ادارے کی مالی معاونت ہو۔ آپ کے لئے تو شاید دس بارہ روپے کی اتنی اہمیت نہ ہو لیکن قطرہ قطرہ بہم شود دریا کی مثل ہمارے لئے یہ اہمیت کا حامل ہوگا۔

۳۔ قارئین خود اس بات کا حساب رکھیں کہ ان کا سالانہ چندہ کب ختم ہوتا ہے (کیونکہ جزوقتی کام ہونے کی وجہ سے ادارہ ترسیل کے کارکنوں کے لئے یہ حساب و کتاب رکھنا ممکن نہیں ہے۔) اور چندے کی میعاد ختم ہونے سے قبل ہی اپنا چندہ ارسال کریں۔

۴۔ نوائے صوفیہ کے زکوٰۃ اور فطرہ اور دیگر نفلی صدقات کا ایک جائز مصرف ہونے کے بارے میں فتویٰ پہلے ہی شائع ہو چکا ہے۔ لیکن گزشتہ پانچ برسوں اہل ثروت میں سے کسی نے بھی اس جانب توجہ نہیں دی اس لئے مخیر حضرات اور اہل درد سے درخواست ہے کہ وہ اپنے واجبی اور نفلی صدقات بھی اس ادارے کو بھیجنے کی کوشش کریں کیونکہ اس سے بڑھ کر اور کوئی دینی خدمت نہیں ہو سکتی۔

۵۔ نہایت تعجب کی بات ہے کہ بلتستان میں اور ملک کے دیگر شہروں میں لاتعداد نوربخشی انجمنیں اور تنظیمیں قائم ہیں ان تنظیموں کے پاس لاکھوں کے فنڈ اور جائیدادیں ہیں لیکن نشر و اشاعت کے مد میں ایک پیسہ بھی مختص نہیں کیا جاتا۔ ہونا تو یہ چاہیئے کہ نوائے صوفیہ جیسے رسائل کے لئے مالی وسائل یہ انجمنیں اور تنظیمیں فراہم کرتیں اور ساتھ ہی ساتھ نوربخشی علماء کی ان کتابوں کی نشر و اشاعت کا بندوبست کرتیں جو مالی وسائل کی عدم دستیابی کی وجہ سے اشاعت پذیر نہیں ہو رہی ہیں کیونکہ نشر و اشاعت کے بغیر اس دور میں کسی بھی ملت کا معنوی وجود قائم و دائم نہیں رہ سکتا لیکن افسوس اس پہلو پر کسی نوربخشی تنظیم نے کوئی توجہ نہیں دی ہے۔ ہم جملہ نوربخشی انجمنوں سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ نشر و اشاعت کے سلسلے میں ہمارے ساتھ ٹھوس اور عملی تعاون کریں۔

۶۔ کاروباری حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اپنے کاروبار یا فرم کی مشہوری کے لئے نوائے صوفیہ میں اشتہارات بھیجیں۔ نوائے صوفیہ ایسے اشتہارات نہایت معمولی معاوضے پر شائع کرے گا۔ اور اس سے رسالے کے علاوہ ان صاحب ثروت لوگوں کے اپنے کاروبار کو بھی فروغ ملے گا۔

۷۔ نوائے صوفیہ کے نمائندگان سے گزارش ہے کہ وہ اس رسالے کی ترویج کا کام جہاد فی سبیل اللہ سمجھ کر کریں۔ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مستقل خریدار بنائیں اور ان سے باقاعدگی کے ساتھ سالانہ چندہ وصول کر کے بروقت ادارے کو ارسال کریں۔

ہمیں امید ہے کہ قارئین نوائے صوفیہ ہماری ان گزارشات کو قابل توجہ سمجھ کر ان پر غور و خوض کریں گے اور اس رسالے کو بند ہونے سے بچانے کے لئے ذاتی اور اجتماعی سطحوں پر ٹھوس اور عملی تعاون کریں گے۔ اگر موجودہ عدم توجہی جاری رہی تو علم و ادب کا یہ چراغ ہمیشہ کے لئے بجھ جائے گا اور نوربخشی دنیا میں ایسا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا جائے گا جس کو اجالے میں بدلنے کی سالہا سال تک پھر کسی کو ہمت نہیں ہو سکے گی۔

وما علینا الا البلاغ

قرآن مجید

مولوی عبدالحمید فاضل عربی، ایم۔اے۔بی۔ایڈ

ان الذین اشتروا الضللۃ بالھدی فما
ربحت تجارتھم و ماکانو مھتدین ٥
مثلھم کمثل الذی استوقد ناراً فلماً
اضاءت ماحولہ ذھب اللہ بنورھم و
ترکھم فی ظلمات لایبصرون ٥

الفاظ و معانی

اشتروا۔ خریدی

الضللۃ۔ گمراہی

ماربحت۔ نفع نہ دی

مھتدین۔ ہدایت پانے والے

استوقد۔ جلائی۔ روشن کی

اضاءت۔ روشن کر دیا

لایبصرون۔ وہ نہیں دیکھتے

ترجمہ

بے شک وہ لوگ جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدی ان کی تجارت نے انہیں کچھ نفع نہ دیا اور وہ ہدایت پانے والے نہیں ہیں۔ ان کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی اور جب اس آگ نے ان کے گردوپیش کو روشن کر دیا تو اللہ نے (اچانک) ان (کی آنکھوں) کا نور چھین لیا اور ان کو تاریکیوں میں (بھٹکنے کے لئے) چھوڑ دیا اور وہ دیکھنے کی صلاحیت سے محروم کر دیئے گئے۔

تشریح

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کے کردار کو

مثالوں کے ذریعے سمجھایا ہے۔ منافقین ہدایت کے بدلے گمراہی کو اختیار کر کے یہ سمجھتے تھے کہ یہ ان کے لئے نفع بخش سودا ہوگا کیونکہ وہ اس طرح سے دنیوی منافع حاصل کر سکیں گے مگر درحقیقت ان کا یہ سودا دنیا میں بھی نفع بخش نہ ہوا کیونکہ دنیا میں بھی انہیں ذلت کا سامنا کرنا پڑا اور ساتھ ہی وہ ہدایت سے بھی محروم ہو گئے جو دونوں جہانوں میں کامیابی کا ضمانت تھی۔ مثلھم سے ایک تمثیل کے ذریعے منافقین کے انجام کو بیان فرمایا ہے کہ ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے رات کے اندھیرے میں الاؤ روشن کیا تاکہ اس کی روشنی میں وہ اپنے ماحول کو دیکھ سکے، اپنے راستے کا تعین کر سکے یا رات کی آفتوں سے محفوظ ہو سکے اور جب وہ الاؤ خوب روشن ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں کی بینائی چھین لی اور پھر گھپ اندھیرے میں چھوڑ دیا اب ان کے لئے نور کے ساتھ ساتھ امکان نور بھی ناپید ہو گیا اس طرح کہ نہ ایک قدم آگے بڑھ سکتے ہیں اور نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور اب اس ظلمت سے فرار ہرگز ناممکن ہے۔ یوں چاہ کن را چاہ درپیش، کی مثال وہ اپنے بچھائے ہوئے چالبازی کے جال میں خود گرفتار ہو گئے۔

(جاری ہے)

بقیہ۔ دنیائے تصوف کی خبریں

یوم ولادت حضرت علی علیہ السلام

گزشتہ دنوں محمود آباد کراچی میں علاقہ چھور بٹ کے عوام نے بسلسلہ ولادت حضرت امام علی المرتضیٰ علیہ السلام ایک پروقار تقریب کا اہتمام کیا جس میں سید انور حسین کاظمی صاحب نے حاضرین سے خطاب کیا۔ انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کی زندگی کو مومنین کے لئے مشعل راہ قرار دیتے ہوئے لوگوں کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین کی۔

ایم افضل گلزار

مجموعہ شریعت محمدیہ

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

واما واجباتها فمنها النية وهي قصد بالقلب وان جرت على لسانك ينبغي ان تكون بهذه الصيغة اصلي فرض الظهر او العصر او المغرب او العشاء او الصبح اداء لوجوبه قربة الى الله او نويت ان اصلي او نويت اداء فرض الظهر او اودي فرض الظهر لوجوبه قربة الى الله ---------- لانه لا ينحصر على عدد۔

ترجمہ۔ نماز کے واجب احکام

نماز کے واجب احکام میں سے ایک واجب حکم نیت کرنا ہے۔ نیت کرنا دل کے ارادے کا نام ہے۔ اگر نیت آپ کی زبان پر بھی جاری ہو تو چاہیے کہ وہ ان الفاظ میں ہو مثلاً اصلی فرض الظهر الخ میں قرب الٰہی کی خاطر واجب ہونے کی بنا پر ادا کے طور پر فرض ظہر کی نماز پڑھتا\ پڑھتی ہوں یا عصر کی فرض نماز پڑھتا\ پڑھتی ہوں یا مغرب کی فرض نماز پڑھتا\ پڑھتی ہوں، یا عشا کی فرض نماز پڑھتا\ پڑھتی ہوں، یا صبح کی فرض نماز پڑھتا\ پڑھتی ہوں۔ یا یوں نیت کرے نويت ان اصلي فرض الظهر الخ میں نے قرب الٰہی کی خاطر واجب ہونے کی بنا پر ادا کے طور پر ظہر کی فرض نماز پڑھنے کی نیت کر لی یا یوں نیت کرے نويت اداء فرض الظهر الخ میں نے قرب الٰہی کی خاطر واجب ہونے کی بنا پر ظہر کی فرض نماز کی ادائگی کی نیت کر لی یا یوں نیت کرے۔ او دی فرض الظهر الخ میں قرب الٰہی کی خاطر واجب ہونے کی بنا پر ظہر کی فرض نماز ادا کرتا\ کرتی ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ فرض نمازیں پڑھنے کی صورت میں ظہر اور عصر وغیرہ کا معین کرنا نیز فرضیت اور قرب الٰہی کا تذکرہ واجب ہیں جیسا کہ نیت کی صورتوں میں بیان کیا گیا۔ قبلہ رخ ہونے کا تذکرہ کرنا اور رکعتوں کی تعداد کا تذکرہ کرنا لازم نہیں ہیں۔ غیر فرائض میں (یعنی فرض نمازوں کے سوا سنن اور نوافل کی ادائیگی کی صورت میں) رکعتوں کی تعداد کا تذکرہ ضروری ہے کیونکہ غیر فرائض کسی مخصوص تعداد پر منحصر نہیں ہے۔

وضاحت

مجموعہ شریعت محمدیہ کی مذکورہ عبارتوں میں امور ذیل کی وضاحت کی گئی ہے۔

۱۔ نیت کی حقیقت

۲۔ نیت کی مختلف صورتیں

۳۔ عدم تصریح کی صورتیں

تفصیل وضاحت

۱۔ یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ازروئے شریعت محمدیہ جملہ عبادات وغیرہ کے لئے اولاً قصد قلبی وجوباً سنتہً یا نفلاً ضروری ہوا کرتی ہے۔ بحکم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انما الاعمال بالنیات یعنی نیتوں کے ساتھ ہی اعمال کی بجاآوری ہوا کرتی ہے۔ نماز چونکہ ایک نہایت اہمیت کی حامل عبادت ہے۔ لہذا نماز کے واجب احکام میں نیت سرفہرست ہے نیت کی اصل حقیقت صرف اتنی سی ہے کہ مؤمن کسی بھی عبادت کی بجاآوری کا پہلے پہل نہایت یکسوئی کے ساتھ مصمم ارادہ کرے۔ مثلاً اگر نماز کی بجاآوری مقصود ہو تو دل ہی دل میں اس کی بجاآوری کا پختہ قصد کیا جائے۔ پھر اگر دل کے پختہ قصد کو زبان پر بھی لانا چاہے تو جہراً اس کی تصریح بعض عمل کے لئے بہتر قرار دی گئی ہے مثلاً وضو کے لئے اور بعض عمل کے لئے عدم جہر یعنی سراً اس کی بجاآوری افضل صورت قرار دی گئی ہے مثلاً نماز کی نیت۔

۲۔ یہ بات خوب روشن ہو گئی کہ نیت کی اصل حقیقت

تو صرف قصد قلبی ہے اگر اس قصد قلبی کو نماز گزار مؤمن اپنی زبان پر بھی جاری کرنا چاہے تو اس کی چار مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً فرض صبح کی صورت میں یہ چار صورتیں یوں ہوں گی۔

ا۔ اصلی فرض الصبح اداء لوجوبہ قربۃ الی اللہ

ب۔ نویت ان اصلی فرض الصبح اداء لوجوبہ قربۃ الی اللہ

ج۔ نویت اداء فرض الصبح لوجوبہ قربۃ الی اللہ

د۔ اودی فرض الصبح لوجوبہ قربۃ الی اللہ

دیگر فرض نمازوں کی نیتیں بھی اسی طرح باندھی جائیں گی فرق صرف یہ ہوگا کہ "صبح" کی بجائے "ظہر" "عصر" "مغرب" یا "عشاء" کے الفاظ ادا کیے جائیں گے۔ کمپوزنگ کی مشکلات کی وجہ سے ہم ہر نیت کی الگ تفصیل درج کرنے سے قاصر ہے۔

۳۔ پنجگانہ فرض نمازوں کی نیتوں کی چار صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ از روئے شریعت محمدیہ واجب نمازوں کی نیت کرنے کی صورت میں نفس نماز اس کی فرضیت اور قرب الٰہی کا تذکرہ کرنا واجب قرار دیا گیا ہے جیسا کہ نیت کی مذکورہ چاروں صورتوں سے صاف ظاہر ہے۔ نیت میں دو چیزوں کا تصریحاً تذکرہ کرنا غیر لازم قرار دیا گیا ہے۔

ا۔ قبلہ رخ ہونے کا تذکرہ کرنا غیر ضروری ہے۔

۲۔ رکعتوں کی تعداد کا تذکرہ کرنا ضروری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز گزار کی نیت کذائی ہی خود بخود قبلہ رخ ہونے کی منہ بولتی تصویر ہوا کرتی ہے۔ کیونکہ قبلہ رخ ہونے کا حتمی فیصلہ آغاز نماز سے پہلے ہی ہو چکا ہوتا ہے۔ رکعتوں کی تعداد کا تذکرہ کرنا اسی لئے غیر ضروری ہے کہ فرض نماز کی رکعتوں کی تعداد معین ہوا کرتی ہے مثلاً فرض صبح دو رکعتوں پر مشتمل ہے۔ فرض ظہر، فرض عصر اور فرض عشا چار چار رکعتوں پر مشتمل ہیں اور فرض مغرب تین رکعتوں پر مشتمل ہے۔ لہٰذا نیت کرنے کی صورت میں اس کے تذکرے کی ضرورت نہیں رہی۔

سنن اور نوافل کی بجاآوری کی صورت میں نیت کے اندر رکعتوں کی تعداد کا تذکرہ کرنا ہوتا ہے کیونکہ نوافل کا دائرہ بہت وسیع ہوا کرتا ہے اور وہ کسی مخصوص تعداد رکعت پر منحصر نہیں ہیں چنانچہ دونوں میں نمایاں فرق واضح ہے۔

(جاری ہے)

۳۔ نفس اخلاق مذمومہ اور صفات خبیثہ سے پاک وصاف ہو۔

۴۔ انسانی قلب ماسوا اللہ سے خالی ہو کر ذکر الٰہی سے منور رہتا ہے

۵۔ فضائل محمودہ فضائل حمیدہ اس کے قلب کو آراستہ وپیراستہ کر دیتے ہیں۔

حضرت امام غزالی ارادت کے دوران اپنی خلوتوں و مراقبوں اور ریاضتوں کے بعد منکشف ہونے والے حقائق کا بیان یوں فرماتے ہیں۔

ان خلوتوں میں بکرمہ تعالیٰ مجھ پر جو اسرار و نکات منکشف ہوئے وہ ناقابل بیان ہیں اور انہیں احاطہ تحریر میں لانا آسان نہیں۔ البتہ بہ نیت افادہ خلق اس میں سے چند باتیں بیان کرتا ہوں۔ اس دوران مجھ پر یقینی اور قطعی طور پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ

ا۔ حضرات صوفیائے کرام راہ مولا پر گامزن ہیں اور ان کا طریق و سلوک بارگاہ الٰہی تک پہنچاتا ہے۔

۲۔ ان کی سیرت وعادت سب سے افضل ہے۔

۳۔ ان کا راستہ باقی سب راستوں سے صاف اور سیدھا ہے۔

۴۔ ان کا اخلاق باقی لوگوں کے اخلاق سے پاکیزہ تر ہے۔

بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ تمام عقلاء وحکماء کی عقلیں اور حکمتیں اور اسرار شریعت سے بجملہ واقفیت رکھنے والوں کی صلاحیتیں اور واقفیتیں اگر مجتمع ہو جائیں تو پھر بھی حضرات صوفیاء کرام کے اخلاق واطوار کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ ان سے افضل وبرتر ثابت ہوں

۔ بالجملہ جس نے علم تصوف کا مزہ نہیں چکھا اس نے نبوت کا نام ہی جانا ہے اور حقیقت کو نہیں پہچانا۔

حضرت امام غزالی کی شخصیت اور اسلامی تاریخ میں ان کی عظمت و حیثیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ کی ذات علمی لحاظ سے سند کی حیثیت رکھتی ہے اور تصوف کے بارے میں یہ تاثرات حصول علم سے قبل نہیں بلکہ تمام علوم کے حصول اور تحقیق کے بعد علم تصوف سے رجوع کا نتیجہ ہیں اور یہ نظریات آپ کی زندگی کے آخری دور یعنی پختہ ترین اور مستند ترین فکری دور کے نتائج و نظریات ہیں۔

ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ کا نوید جانفزا ملتا ہے۔

مقامات واحوال تصوف

ذاکر حسین ذاکر ایم۔اے بی۔ای

احوال

احوال سے مراد وہ کیفیات قلبی یا روحانی تجربات ہیں جو راہ سلوک میں مختلف مقامات پر سالک پر وارد ہوتے ہیں۔یعنی ایسے صوفیانہ تجربات جو کسی خاص مقام پر فائز ہونے پر سالک کو پیش آتے ہیں احوال کہلاتے ہیں۔اگرچہ عموماً احوال و مقامات کی مشترکہ فہرستیں ملتی ہیں کیونکہ کوئی خاص حال کسی خاص مقام پر فائز ہونے کا نتیجہ ہوتا ہے تاہم ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی اور ڈاکٹر ابو سعید نور الدین نے دس احوال کا ذکر کیا ہے جو یہ ہیں۔
مراقبہ، قرب، محبت، خوف، رجا، شوق، انس، اطمینان، مشاہدہ یقین
ان احوال کی مختصر تشریح درج ذیل ہے۔

۱۔ مراقبہ

مراقبہ کے لغوی معنی ہیں سوچنا، غور کرنا اور گردن جھکا کر فکر کرنا اور اصطلاح تصوف میں اس کا مطلب یہ ہے کہ سالک کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ خداوند تعالیٰ دنیا کے تمام احوال، اس کے قلب وضمیر اور جملہ اسرار نہانی سے باخبر ہے اور ہمیشہ اس کو اور اس کے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔

۲۔ قرب

قرب سالک کے دل کی وہ کیفیت ہے جس میں وہ تقرب الٰہی کی لذت سے آشنا ہوتا ہے۔حالت قرب میں اس نور تجلی کی قربت یا نزدیکی کو محسوس کیا جا سکتا ہے جو ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔جوں جوں سالک تقرب الٰہی کے احساس سے سرفراز ہوتا ہے اس میں اخلاق حمیدہ پیدا ہوتے ہیں اور اخلاق ذمیمہ سے نجات مل جاتی ہے۔چونکہ صوفی کو اس حال میں ہر وقت خدا کے قرب کا احساس رہتا ہے اس لئے وہ اس تقدس کو بحال رکھنے کی حتی الامکان کوشش کرتا ہے۔

۳۔ محبت

محبت کے لفظی معنی مہر، پیار، چاہت، دوستی، عشق وغیرہ ہیں اصطلاح تصوف میں یہ اس کشش کا نام ہے جو سالک کے دل میں حسن ازل کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔محبت تقرب کا نتیجہ ہے جب حسن ازل کی ایک معمولی جھلک کا تقرب حاصل ہوتا ہے تو سالک اس کا دل وجان سے گرویدہ ہو جاتا ہے۔یہاں ایک باریک نکتے کی صراحت ضروری ہے۔یوں تو مذہب ہی محبت الٰہی کا نتیجہ ہے لیکن عام حالات میں خدا سے محبت کی جاتی ہے اس محبت کی تلقین ہوتی ہے مگر سالک جب اس حال کا حامل ہوتا ہے تو اسے کسی سے محبت کرنے کا شعوری عمل بے معنی سا لگتا ہے کیونکہ اس حال میں اس پر وہ دلاویز کیفیت خود بخود طاری ہو جاتی ہے جسے محبت کہتے ہیں۔محبت کے مزید درجے محبت، مودت اور عشق ہیں۔

۴۔ خوف

خوف کے لفظی معنی تو ڈر، بیم اور دہشت کے ہیں لیکن تصوف میں یہ محبت کا نتیجہ ہے یعنی محبوب کی ناراضی سے ڈرنا اور یہ خیال کہ کہیں مجھ سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جو خلاف آداب محبت ہو۔اس کھٹک کا نام خوف ہے۔

۵۔ رجا

بمعنی امید خوف و رجا ساتھ استعمال ہوتے ہیں۔رجا محبت کی اعلیٰ کیفیت کا نتیجہ ہے۔یہ اس امید کا نام ہے جو سالک کے دل میں خوف کے رد عمل کے طور پر پیدا ہوتی ہے۔یعنی یہ احساس پیدا ہونا کہ اگرچہ میں آداب محبت کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو سکتا ہوں لیکن میرا محبوب مجھے اس سے بچائے گا۔لطف باری تعالیٰ پر اس آس کا نام رجا ہے۔

۶۔ شوق

شوق کے معنی ہیں آرزو، خواہش یا رغبت۔تصوف میں

اس سے مراد خوف و رجا کی کیفیت سے گزرنے کے بعد وصال محبوب کے لئے دل میں پیدا ہونے والی تڑپ ہے۔ محبوب حقیقی کے تقرب و وصال کے لئے پیکر خاکی میں پیدا ہونے والی یا تڑپ اسے ہمہ دم مضطرب رکھتی ہے۔

۷۔ انس

انس سے مراد محبت بشرط واقفیت ہے۔ جہاں انسان اپنی عینیت یعنی انس سے مستفیض ہوتا ہے۔ انس معرفت کی ابتدائی منزل ہے۔ شوق حصول معرفت کے نتیجے میں جو آگاہی ہوتی ہے یا جو عرفان حاصل ہوتا ہے اس واقفیت یا شناسائی کو انس کہتے ہیں۔

۸۔ اطمینان

اطمینان کے لغوی معنی ہیں تسلی تشفی طمانیت۔ سالک کے قلب مضطر کو جب انس یا عرفان کی نعمت نصیب ہوتی ہے تو اسے قرار آجاتا ہے۔ اس کی روح مطمئن ہو جاتی ہے۔ ایسی روح کو نفس مطمئنہ کہتے ہیں۔

۹۔ مشاہدہ

یعنی دیکھنا یا معائنہ کرنا۔ تصوف میں مشاہدہ سے مراد چشم باطن سے نور الٰہی کا مشاہدہ ہے۔

۱۰۔ یقین

یقین خاتم الاحوال ہے جہاں پہنچ کر کسی بھی سطح پر شک وشبہ کی گنجائش مکمل طور پر ختم ہو جاتی ہے۔ یوں تو یقین کی تین کیفیات علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین متعین ہوئی ہیں لیکن احوال کے حوالے سے یقین سے مراد حق الیقین ہے۔

مقامات واحوال کی دوہری فہرست مختلف مصنفین کے نزدیک مختلف ہے لیکن ان سب تفصیلات میں تقریباً توبہ، صبر، توکل اور رضا جیسی معروف اصطلاحات ملتی ہیں۔ صوفیہ نے منازل سلوک کے اختلاف پر زور دیئے بغیر اس منزل مقصود کی توضیح کو اپنا مقصد بنایا ہے۔

حضرت نورالدین جعفر بدخشیؒ نے اپنی کتاب خلاصۃ المناقب میں مقامات واحوال صوفیا کے چالیس اصطلاحات بیان فرمائے ہیں۔ جو یہ ہیں۔

ارادت، خلوت، عشق، اسرار، فرد، وقت، مقام، حال، نفس، قبض وبسط، ہیبت وانس، تواجد، وجد، وجود، فرق، جمع، جمع الجمع، محو، صحو، سکر، فنا، بقا، غیبت، حضور، ذوق، شرب، ری شارب، ریان، محق، سحق، تجلی، تحلی، ستر، مکاشفہ، مشاہدہ، معائنہ، سر سر، تلوین، تمکین۔

(تفصیلات کے لئے دیکھئے کتاب زبدۃ المناقب ترجمہ خلاصۃ المناقب ص ۹۲ تا ۹۹)

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری نے بھی احوال صوفیا میں چالیس اصطلاحات استعمال کی ہیں۔ جو یہ ہیں۔

حال ووقت، مقام وتمکین، محاضرہ ومکاشفہ، قبض وبسط انس وہیبت، قہر ولطف، نفی واثبات، مسامرہ ومحادثہ، علم الیقین، حق الیقین اور عین الیقین، علم ومعرفت، شریعت اور طریقت، خاطر، واقع، اختیار، امتحان، تحلی، تجلی، تخلی، شرود، مقصود، اصطناع، اصطلام، رین، غین، تلبیس، شرب، ذوق، سماع۔

حضرت امام غزالیؒ نے اپنی کتاب المنقذ من الضلال میں اپنے روحانی سفر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ مجھے یہ معلوم کرنے میں دشواری پیش نہ آئی کہ سلوک کے اسرار و نکات کتابوں کے مطالعے سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ اس کے لئے ذوق و وجدان، صدق وحال، اور تبدیلی صفات کی حاجت ہے۔

علم تصوف کے مقاصد اور نتائج کا بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔

"پھر جب میں نے ان تمام علوم کی تحصیل و تحقیق سے فراغت پائی تو مجھے یہ ہمت ہوئی کہ میں نے اپنی تمام تر توجہ حضرات صوفیائے کرام قدست اسرارہم کے علوم و مسلک کی طرف پھیرنے کی ہمت کی اور مجھ پر یہ حقیقت روشن ہوئی کہ

۱۔ علم تصوف میں علم بھی ہے اور عمل بھی اور یہ دونوں زبان کو کامل بناتے ہیں۔

۲۔ ان کے علم کا نتیجہ یہ ہے کہ نفس کے تمام مکائد روشن ہو جائیں۔

باقی صفحہ ۹ پر

شیخ علاؤالدولہ سمنانی

غلام حسن نور بخش فاضل عربی، ایم اے

حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی سلسلۃ الذھب الصوفیہ کے وہ جلیل القدر بزرگ ہیں جن کا علمی دنیا میں بڑا نام اور مقام ہے۔ آپ کا اسم گرامی احمد اور لقب رکن الدین ہے۔ والد کا نام محمد تھا آپ جملہ عالم میں علاؤالدولہ سمنانی کے نام سے مشہور و

آپ سلسلہ نوربخشیہ چوبیسویں قطب ہیں۔ آپ شاہ

معروف ہیں

ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں، حضرت نورالدین عبدالرحمن اسفرائنی کے شاگرد و خلیفہ اور حضرت شیخ محمود مزدقانی کے استاد تھے۔

آپ بہت بڑے عالم دین، عارف حق، بہترین نثرنگار اور پرگو شاعر تھے۔ آپ نے بے شمار کتب اور رسالے تصنیف کئے۔

آپ سے ہزاروں طالبان حق

اشعار کہے اور مریدوں کی تربیت کی

نے فائدہ اٹھایا جن میں بہت سے باکمال مریدین کے نام شامل ہیں۔

آپ ۶۵۹ھ \ ۱۲۶۰ء کو سمنان کے "بیابانک" نامی جگہ پر پیدا ہوئے اور اپنی قائم کردہ خانقاہ صوفی آباد میں مدفون ہوئے جہاں آپ کی درگاہ مرجع خلائق ہے۔

۶۵۹ھ سے ۶۷۳ھ تک آپ مختلف اساتذہ کے پاس تعلیم حاصل کرتے رہے پھر علاقے کے حکمران ارغون خان کی ملازمت اختیار کی۔ اس طرح ۶۸۳ تک دس سال ارغون خان کی ملازمت کرتے رہے۔ ۶۸۷ تک آپ غائبانہ شیخ عبدالرحمن اسفرائنی کی شاگردی کرتے رہے اور خط و کتابت کے ذریعے رابطہ رکھا۔ ۶۸۷ھ میں آپ بغداد جا کر شیخ عبدالرحمن اسفرائنی سے ملے اور حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ۶۸۹ میں شیخ کی طرف سے آپ کو توبہ و انابت لینے اور ارشاد و سلوک کی اجازت ملی اور آپ واپس سمنان آئے۔ بعد میں بھی آپ بار بار بغداد جاتے رہے۔ ۷۳۶ھ میں آپ کا وصال ہوا اور صوفی آباد سمنان میں مدفون ہوئے جہاں آپ کا مزار اور آپ کی خانقاہ اب تک موجود ہیں۔

کلمۃ الثناء

عبدالرزاق کاشانی

ظاہر اظہر، باطن انور، مولانا الاعظم، شیخ الاسلام، حافظ اوضاع شرع، قدوہ ارباب طریقت، مقیم سرادقات الجلال، مقوم استار الجمال، علاء الحق والدین، غوث الاسلام والمسلمین۔

(نفحات الانس ص ۶۸۳)

سید علی ہمدانی

شیخ الشیوخ الاسلام العالم الربانی رکن الحق والدین احمد بن محمد البیابانکی المعروف بعلاؤالدولہ سمنانی

(الطالقانیہ ص ۱۳)

خواجوی کرمانی

ہر کو بہ رہ علی عمدانی شد
چوں خضر بسر چشمہ حیوانی شد
از وسوسہ غارت شیطان وارست
مانند علاؤ الدولہ سمنانی شد

(طرائق الحقائق ص ۶۵۳)

سید محمد نوربخش رہ

استاذ المرشدین، کہف المسکین، الصادق الصدیق حقانی، شیخ علاؤالدولہ سمنانی

(کشف الحقائق ص ۱۵)

زین العابدین شیروانی

کشف حقائق اور شرح دقائق میں آپ عرفائے زمان کے عارف اور مشائخ دوران کے کامل تھے۔ ناقصوں کی تکمیل و تربیت میں آپ کا کوئی نظیر و ثانی نہ تھا۔

ڈاکٹر استخری

بعد او آنکو دمش رحمانی است
شہ علاؤالدولہ سمنانی است

(مقدمہ خمخانہ وحدت ص ۲۳)

ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر

آپ اپنے زمانے کے سب سے بڑے بزرگ تھے۔ آپ نے بے شمار ارادتمندوں کو باکمال بنایا۔ بیسیوں باکمالوں کی تربیت کی۔

(سید علی ہمدانی ص ۱۹)

تعلیم و تربیت

آپ کی والدہ ماجدہ رکن الدین سمنانی کی بہن تھیں۔
رکن الدین بہت بڑے عالم اور قاضی تھے۔ چنانچہ شیخ علاؤالدولہ
سمنانی نے ابتدائی فقہ وحدیث کی تعلیم انہی سے حاصل کی۔ آپ
آپ نے وہاں داخلہ لے کر پڑھنا شروع
کے محلے میں ایک مکتب تھا
کیا۔ پندرہ سال کی عمر میں آپ علوم عقلی و نقلی میں بہت کچھ سیکھ چکے تھے۔ آپ نے فقہ وحدیث رکن الدین اور رشید بن ابو القاسم سے اور صرف و نحو سید اخفش سے پڑھی۔ مکتب سے نکلنے کے بعد دربار سے وابستہ ہو گئے۔ جلد ہی آپ بادشاہ وقت کی نظر عنایت کا مرکز بن گئے اور درباری حسد سے جلنے لگے۔ آپ نے تقریباً دس سال تک ارغون کی ملازمت کی۔ ۶۸۳ھ میں ارغون اور سلطان احمد تگودار کے درمیان جنگ چھڑ گئی اور دونوں طرف سے مسلمان گاجر مولی کی طرح کٹنے لگے۔ دوران جنگ آپ کو جذبات حق میں سے ایک جذبہ پہنچا۔ آپ نے شاہی خلعت اور ملازمت کو یکسر چھوڑ دیا اور توبہ و انابت اور ریاضت و مجاہدے میں لگ گئے۔ چونکہ ارغون خان آپ کو چھوڑنے پر تیار نہ تھے اس لئے مجبوراً ارغون خان کے پاس ٹھہرنا پڑا تاہم آپ کم کھاتے، کم سوتے اور رات بھر بیدار رہتے تھے اور روزانہ دس دنوں کی نماز قضا پڑھتے تھے۔ ۶۸۵ھ میں ارغون نے اجازت دی تو آپ سمنان چلے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر چھبیس سال تھی۔ آپ نے غلاموں اور لونڈیوں کو آزاد کر دیا۔ تمام املاک کو وقف کر دیا اور خود ریاضت و مجاہدہ اور عبادت و طاعت میں مصروف ہو گئے۔

(مقدمہ چہل مجالس ص ۱۳)

اسی دوران شیخ عبدالرحمن اسفرائنی کے ایک مرید اخی شرف الدین خراسانی کے ذریعے آپ شیخ کی تعلیم و ارشاد سے واقف ہو گئے اور ان پر پوری طرح عمل کرنے لگے۔ اسفرائنی سے جو بغداد میں مقیم تھے خط و کتابت ہوتی رہی۔ ۶۸۷ھ میں آپ خود بغداد جا کر ان سے ملے۔ ان کی اور ان کے نامور مریدوں کی زیر نگرانی خلوت نشینی اور چلہ کشی کرتے رہے۔ جب شیخ عبدالرحمن اسفرائنی کا وصال ہوا تو آپ ان کے خلیفہ اور جانشین مقرر ہوئے۔

روحانی تربیت

آپ اپنے شیخ نورالدین عبدالرحمن اسفرائنی سے ۶۸۷ھ سے ۷۱۹ھ تک فیضیاب ہوتے رہے۔ تاہم شیخ اسفرائنی نے آپ کو اجازت ارشاد ۶۸۹ھ میں ہی دے دی تھی۔ ۶۸۹ھ سے ۷۱۹ھ تک آپ کی عمر کا بیشتر حصہ سمنان میں گزرا تاہم آپ تجدید بیعت و انابت کے لئے بار بار بغداد میں اسفرائنی کے پاس جاتے رہے۔

(مقدمہ چہل مجالس ص ۱۹)

ہم عصر اور ہم صحبت بزرگ

درج ذیل اشخاص شیخ علاؤالدولہ سمنانی کے ہم عصر ہیں جن میں سے بعض آپ سے ہم صحبت بھی رہے۔

خواجہ نصیر الدین طوسی، علامہ حلی، کمال الدین عبدالرزاق کاشانی، شیخ صفی الدین اردبیلی، شیخ خلیفہ مازندرانی، امیر اشرف الدین وغیرہ

(مقدمہ چہل مجالس ص ۲۲)

(جاری ہے)

صوفیہ نوربخشیہ

انورالکوروی فاضل عربی۔ بی۔اے بی ایڈ

سلسلہ، تحریک، فرقہ یا فقہی دبستان

سلسلۃ الذہب الصوفیہ نوربخشیہ کے تفصیلی تعارف کے ضمن میں ہم نے بیان کیا ہے کہ سلسلۃ الذہب الصوفیہ اسلامی تصوف کے دیگر سلسلوں کی طرح ایک سلسلہ ہے جو دیگر تمام سلاسل سے ممتاز اور معتبر ہونے کی وجہ سے سلسلۃ الذہب یعنی سونے کی زنجیر کے نام سے مشہور ہوا غالباً یہ نام شیخ شمس الدین اسیری لاہیجی کا تجویز کردہ ہے۔ ساتھ ہی ہم یہ جانتے ہیں کہ نوربخشیہ ایک مستقل فقہی دبستان کا بھی نام ہے جس کے پیروکار فروع میں غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ کی مشہور فقہی تصنیف "الفقہ الاحوط" پر عمل کرتے ہیں اور اعتقادی امور میں شاہ صاحب علیہ الرحمہ ہی کی تصنیف "کتاب الاعتقادیہ" پر عمل پیرا ہیں۔ تاریخی اعتبار سے نوربخشیہ ایک تحریک ہے جس نے عالم اسلام کے درمیان پیدا شدہ اختلافات اور بدعتوں کو ختم کر کے شریعت محمدیہ کے احیاء کی کوشش کی جبکہ موجودہ زمانے میں سرسری نظر سے دیکھنے والوں کو نوربخشیہ ایک مذہبی فرقے کی شکل میں نظر آتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم نوربخشیہ کو کس نام سے پکاریں گے اسے ایک تحریک کہا جائے یا ایک فقہی مسلک ایک سلسلہ تصوف کا نام دیں یا ایک نوایجاد فرقہ کہیں۔ نیز موسس سلسلہ نوربخشیہ غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ نے جو اپنی تصنیف فقہ احوط کی ابتدا میں "ابین الشریعۃ المحمدیۃ کما کانت فی زمانہ من غیر زیادۃ و نقصان" فرمایا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آٹھویں صدی ہجری کا ایک صوفی یہ دعویٰ کرے کہ میں زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قانون شریعت کو براہ راست اور بلاکم وکاست پیش کر رہا ہوں۔

بنظر غائر دیکھنے سے معلوم ہو گا کہ یہ اختلافات محض سطحی ہیں اصل حقیقت بین ہے اور اس میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور وہ اصل حقیقت یہ ہے کہ بلاشبہ نوربخشیہ ایک تحریک بھی ہے۔ سلسلہ تصوف بھی ہے اور فقہی دبستان بھی البتہ یہ کوئی نوایجاد فرقہ نہیں بلکہ اصل دین اسلام ہے جس کو ایک صاحب شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت صوفی نے نئی زندگی دینے کی تحریک چلائی اور اس تحریک کی عملی صورت مجموعہ شریعت محمدیہ کو کتابی شکل میں پیش کرنے کی ہے جسے فقہ احوط کا نام دیا گیا ہے۔ سادہ لفظوں میں غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ نے آٹھ سو برس کے بعد دین اسلام کی اصل شکل کو دوبارہ سے نافذ کرنے کی تحریک چلائی جسے تحریک نوربخشیہ کہا جا سکتا لیکن جیسا کہ کہا جا چکا ہے کہ نوربخشیہ کوئی فرقہ نہیں ہے بلکہ یہ دین اسلام کی اصل صورت ہے جو آٹھ صدیاں گزرنے کے بعد بدعتوں کے دبیز پردوں میں چھپ گئی تھی۔ شاہ سید علیہ الرحمہ نے ان پردوں کو اٹھایا اور دین کا اصل روئے زیبا جملہ اہل اسلام کو دکھا دیا۔ اب ہم اس سوال کے جواب کی طرف آتے ہیں کہ شاہ سید کا شریعت محمدیہ کو اس کی اصلی صورت میں کسی زیادتی یا کمی کے بغیر پیش کرنے کا دعویٰ کیونکر سچا ہو سکتا ہے۔ تو اس کا سیدھا اور واضح جواب یہ ہے کہ سلسلۃ الذہب الصوفیہ وہ حبل المتین ہے جو تمام سلاسل اولیاء سے قوی تر اور مضبوط تر ہے۔ اس سلسلے کے تمام اولیاء کے سندی تواتر سے حاصل ہونے شرعی علوم کو غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ نے فقہ الاحوط کی شکل میں پیش کیا ہے یعنی اس سندی تواتر کے نتیجے میں یداً بید اور سینہ بہ سینہ بلاکم وکاست منتقل ہونے والے ایمانی، فروعی اور روحانی مسائل کو کتابی صورت میں یک جا کرنے کا موقع شاہ سید علیہ الرحمہ کو ملا جو حقیقت الامر کے عین مطابق ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی مبارک حدیث ہے انا مدینۃ العلم و علی بابھا میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ پس مدینۃ العلم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پرور صحبت اور معجز انگیز تربیت کے نتیجے میں شریعت، طریقت، معرفت اور حقیقت کے جملہ علوم باب العلم آدم الاولیاء امام الاتقیاء وامیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے سینہ انور میں پہنچے۔ پھر یہ علوم الشرعیہ ان سے براہ راست حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے منور سینوں میں پہنچے۔ پھر یہ مجموعہ شریعت محمدیہ امام حسین علیہ السلام سے براہ راست حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام کے سینہ انور میں پہنچا۔ پھر یہ مجموعہ ان سے براہ راست حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے سینہ انور میں پہنچا۔ پھر ان سے براہ راست حضرت امام محمد جعفر صادق علیہ السلام کے سینہ انور میں پہنچا۔ پھر ان سے براہ راست حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے سینہ انور میں پہنچا۔ پھر ان سے براہ راست حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے سینہ انور میں پہنچا۔ پھر ان سے براہ راست ان کے خلیفہ حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ کے سینہ علم و عرفان میں پہنچا۔ پھر ان سے براہ راست حضرت شیخ سری سقطی علیہ الرحمہ کے سینہ علم و عرفان میں پہنچا۔ پھر ان سے براہ راست امام تصوف سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کے سینہ علم و عرفان میں پہنچا۔ پھر ان سے براہ راست حضرت ابو علی رودباری علیہ الرحمہ کے سینہ علم و عرفان میں پہنچا۔ پھر ان سے براہ راست حضرت شیخ ابو علی کاتب علیہ الرحمہ کے سینہ علم و عرفان میں پہنچا۔ پھر ان سے براہ راست حضرت شیخ ابو عثمان مغربی علیہ السلام کے سینہ علم و عرفان میں پہنچا۔ پھر ان سے براہ راست حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی علیہ الرحمہ کے سینہ علم و عرفان میں پہنچا۔ پھر ان سے براہ راست شیخ ابو بکر نساج علیہ الرحمہ کے سینہ علم و عرفان میں پہنچا۔ پھر ان سے براہ راست حضرت شیخ احمد غزالی علیہ الرحمہ کے سینہ علم و عرفان میں پہنچا۔ پھر ان سے براہ راست حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی علیہ الرحمہ کے سینہ علم و عرفان میں پہنچا۔ پھر ان سے براہ راست حضرت شیخ عمار یاسر بدلیسی علیہ الرحمہ کے سینہ علم و عرفان میں پہنچا۔ پھر ان سے براہ راست حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمہ کے سینہ علم و عرفان میں پہنچا۔ پھر ان سے براہ راست حضرت شیخ علی لالا غزنوی علیہ الرحمہ کے سینہ علم و عرفان میں پہنچا۔ پھر ان سے براہ راست حضرت شیخ احمد جرجانی علیہ الرحمہ کے سینہ علم و عرفان میں پہنچا پھر ان سے براہ راست حضرت شیخ عبدالرحمن اسفرائنی علیہ الرحمہ کے سینہ علم و عرفان میں پہنچا۔ پھر ان سے براہ راست حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی علیہ الرحمہ کے سینہ علم و عرفان میں پہنچا۔ پھر ان سے براہ راست حضرت شیخ محمود مزدقانی علیہ الرحمہ کے سینہ علم و عرفان میں پہنچا پھر ان سے براہ راست حضرت میر سید علی ہمدانی علیہ الرحمہ کے سینہ علم و عرفان میں پہنچا پھر ان سے براہ راست حضرت شیخ خواجہ اسحاق ختلانی علیہ الرحمہ کے سینہ علم و عرفان میں پہنچا اور پھر ان سے براہ راست غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش قہستانی نوراللہ مرقدہ کے سینہ علم و عرفان میں پہنچا۔ واضح رہے کہ اس تواتر سند علمی میں کوئی بھی کڑی ضعیف نہیں کہ اس علمی ورثے میں کہیں بھی زیادتی یا نقصان کا احتمال ہو سکے۔ پس مدینۃ العلم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے چلنے والا یہ ورثہ علم و معارف شرعیہ جب حضرت سید محمد نور بخش قہستانی علیہ الرحمہ کے سینہ علم و عرفان میں پہنچا تو انہوں نے ایک اشارہ غیبی کے مطابق اسے صفحہ قرطاس پر منتقل کرنے کا گراں قدر کارنامہ سرانجام دیا اور یہ علمی کارنامہ خوش قسمتی سے "الفقہ الاحوط" اور "کتاب الاعتقادیہ" جیسی مختصر مگر جامع تصانیف کی صورت میں آج بھی ہمارے درمیان موجود ہے۔ پس ان روشن کتابوں پر عمل کرنے والوں کا دین اسلام، مذہب صوفیہ، مشرب ہمدانیہ اور روش نوربخشیہ ہے۔ صوفیہ نوربخشیہ کے چودہ بنیادی اعتقادی نعروں کا ذکر آگے چل کر آئے گا۔ ہم پہلے صوفیہ نوربخشیہ کے بنیادی اعتقادی اور عملی تقاضوں کو موضوع بحث بنائیں گے۔

(جاری ہے)

جدید بینکاری میں سود کی حیثیت

دولت علی تھلوی سی-اے وڈاکٹر غازی محمد نعیم ایم-اے

سود بمعنی ربو اقرآن وحدیث کی رو سے ایک قبیح ترین عمل قرار پایا ہے اور اس حقیقت سے انکار کرنے والا گویا قرآن وحدیث کا منکر ٹھہرے گا۔ مگر مغرب کا بینکاری نظام بعد کے زمانے کی پیداوار ہے۔ بینکوں کے سودی نظام کے بارے میں علمائے اسلام اختلاف رائے کا شکار ہیں۔ ذیل میں ہم جناب دولت علی صاحب کی رائے پیش کر رہے ہیں جو ایک بینکار ہیں اور اسلامی لٹریچر کا مطالعہ بھی بنظر غائر کرتے ہیں۔ یہ ایک فکر انگیز اور بحث طلب موضوع ہیں۔ دیگر اہل علم اگر اس موضوع پر اظہار خیال فرمانا چاہیں تو نوائے صوفیہ کے صفحات حاضر ہیں۔

اسلامی معاشرے میں سودی نظام بینکاری کو جائز معاشی نظام کی حیثیت سے تسلیم نہیں کیا جاتا۔ خصوصاً علمائے اسلام کا ایک طبقہ سودی نظام بینکاری کو اسلامی اقتصادی نظام کے حدود سے ہی باہر شمار کرتا ہے۔

سود اور ربوا کی تعریف

سود عربی لفظ ربوا کا فارسی اور اردو ترجمہ ہے۔ سود کے لغوی معنی فائدے یا منافع کے ہیں۔ انگریزی زبان میں ربا کے لئے USURY کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور سود کے معنی INTEREST کے لئے جاتے ہیں۔ بینکاری نظام میں جو سود کی اصطلاح رائج ہے اس کا مطلب INTEREST ہے نہ کہ USURY

حرمت ربا ازروئے قرآن

حرمت ربا کے متعلق وارد ہونے والی آیات کریمہ کی تعداد بعض علماء نے آٹھ بعض نے پانچ اور بعض نے بارہ بتائی ہے۔ اس موضوع سے متعلق آٹھ واضح آیات درج ذیل ہیں۔

۱۔ سورۃ بقرہ۔ آیت نمبر ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۸، اور ۲۷۹ (کل چار آیات)

۲۔ سورۃ آل عمران۔ آیت نمبر ۱۳۰ (ایک آیت)

۳۔ سورۃ النساء۔ آیت نمبر ۱۶۰، ۱۶۱ (دو آیات)

۴۔ سورۃ الروم۔ آیت نمبر ۳۹ (ایک آیت)

۔ ان میں سے چیدہ آیات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

و ما آتیتم من رھا لیربو افی اموال الناس فلا یربو عندا اللہ و ما آتیتم من زکواۃ تریدون وجہ اللہ فاولئک ھم المضعفون۔
(سورہ روم ۳۹)

جو سود تم دیتے ہو تاکہ لوگوں کے اموال میں شامل ہو کر وہ بڑھ جائے، اللہ کے نزدیک وہ نہیں بڑھتا، اور جو زکواۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ارادے سے دیتے ہو، اسی کے دینے والے در حقیقت اپنا مال بڑھاتے ہیں۔

یا ایھا الذین آمنوا لا تاکلوا الربوا اضعافاً مضعفۃ واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔
(آل عمران ۱۳۰)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، یہ بڑھتا اور چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرو، امید ہے کہ تم فلاح پاؤگے۔

فبظلم من الذین ھادوا حرمنا علیھم طیبت احلت لھم و بصدھم عن سبیل اللہ کثیراً۔ و اخذھم الربوا و قد نھوا عنہ و اکلھم اموال الناس بالباطل و اعتدنا للکفرین منھم عذاباً الیماً۔
(النساء ۱۶۰-۱۶۱)

غرض ان یہودیوں کے اس ظالمانہ رویہ کی بنا پر اور اس بنا پر کہ یہ بکثرت اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور سود لیتے ہیں

جس سے انہیں منع کیا گیا تھا اور لوگوں کے مال ناجائز طریقوں سے کھاتے ہیں، ہم نے بہت سی وہ پاک چیزیں ان پر حرام کر دیں جو پہلے ان کے لئے حلال تھیں اور جو لوگ ان میں سے کافر ہیں ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما ---------لاتظلمون و لاتظلمون۔

(البقرہ ۲۷۵ تا ۲۷۹)

مگر جو لوگ سود کھاتے ہیں ان کا حال اس شخص کا سا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر باؤلا کر دیا ہو اور اس حالت میں ان کے مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ تجارت بھی تو آخر سود ہی جیسی چیز ہے حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ لہذا جس شخص کو اس کے رب کی طرف سے یہ نصیحت پہنچے اور آئندہ کے لئے وہ سود خوری سے باز آجائے تو جو کچھ وہ پہلے کھا چکا، سو کھا چکا، اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ اور جو اس حکم کے بعد پھر اس حرکت کا اعادہ کرے وہ جہنمی ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو نشوونما دیتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے بدعمل انسان کو پسند نہیں کرتا۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو خدا سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو، اگر واقعی تم ایمان والے ہو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے۔ اب بھی توبہ کر لو (اور سود چھوڑ دو) تو اپنا اصل سرمایہ لینے کے تم حق دار ہو۔ نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

آخر میں درج ہونے والی سورہ بقرہ کی چار آیات میں سود کی قطعی اور قانونی حرمت کا بیان ہے اور سود خور کے خلاف اعلان جنگ ہے بیع و ربا کا موازنہ ہے اور سود اور صدقہ کے درمیان گہرے تعلق کا بیان ہے۔

حرمت سود کی اسلامی روح

اسلام ایک ایسا معاشی نظام چاہتا ہے جس میں دولت کی منصفانہ تقسیم ہو۔ جس میں محنت کرنے والے کو اس کا معاوضہ ملے اور ارتکاز زر کی حوصلہ شکنی ہو۔ اسلام انسانیت اور انسان دوستی کا مذہب ہے جو محبت اور مہربانی کی بنیاد پر قائم ہے۔ یہ کسی انسان کے ہاتھ دوسرے دوسرے انسان کے استحصال کی اجازت نہیں دیتا۔ بلکہ چاہتا ہے کہ افراد معاشرہ ایک دوسرے کے دکھ درد کا مداوا کریں۔ مال کی محبت انسان کو پتھر دل بنا دیتا ہے اور ایسے انسان کے دل سے رحم اور ہمدردی کے جذبات رخصت ہو جاتے ہیں۔ اگر انسانی معاشرے کا ایک حصہ ایسے افراد پر مشتمل ہو جو مال جمع کرنے کی ہوس میں دوسرے انسانوں کا خون چوسنے سے بھی گریز نہ کریں تو ایسے معاشرے میں مساوات اور انصاف کا بول بالا ہونا ناممکن ہے بلکہ اس کے نتیجے میں ایسا معاشرہ وجود میں آئے گا جس میں ہمدردی محبت اور بھائی چارے کے جذبات تو سرے سے ہی مفقود ہوں گے اور عدم انصاف و مساوات کی وجہ اضطراب اور عدم اطمینان کا دور دورہ ہو گا اور امن و آشتی کی بجائے جنگ و جدل کا بازار گرم ہو گا۔

اسلام کے ابتدائی دور میں مدینے کے یہود جو اپنی سود خوری میں مشہور تھے اسی بے رحمی اور شقاوت قلبی کی نمایاں مثال تھے اور وہ لوگوں کی مفلسی اور بے چارگی کا فائدہ اٹھا کر انہیں منہ مانگے سود کی شرط کے ساتھ قرضہ دیتے تھے۔ ظاہر ہے وہ آدمی جو اپنا اور اپنے اہل و عیال کا پیٹ بھرنے یا بدن ڈھانکنے کے لئے قرض لینے پر مجبور ہو وہ اس قرض کا سود اور اس کا راس المال دونوں ادا کرنے کے کہاں قابل ہو گا۔ نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ اس مقروض کی جان و مال اور عزت و ناموس تک قرض خواہ کے پاس گروی رکھ دیا جاتا تھا۔ غرض یہ انسان کے ہاتھوں انسان کے استحصال کی بدترین شکل تھی۔ دوسری طرف سود کھانے والا بغیر محنت کے اور بغیر ہاتھ پاؤں ہلائے اپنے سرمائے کو دوچند کرتا جاتا تھا اور غریب غربا کے خون پسینے کی کمائی سے اپنی تجوریاں بھرتا جاتا تھا۔ یہودیوں کا یہ بے رحمانہ طرز عمل جس کے لئے وہ تاریخ عالم میں مشہور رہے ہیں، کم و بیش آج بھی بعینہ اسی شکل میں رائج ہے۔

جیسا کہ کہا گیا ہے کہ اسلام انسان دوستی کا مذہب ہے اس لئے وہ انسان کے ہاتھوں انسان کے استحصال کی بجائے ایک ایسے فلاحی معاشرے کا علمبردار ہے جس میں افراد ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہوں۔ دولت کے ارتکاز اور حب مال کی آفتوں سے بچنے کے لئے اسلام نے صدقہ و خیرات کے نظام کو بڑے اہتمام سے رائج کیا ہے یہ صدقہ واجبی صدقہ ہو یا نفلی

صدقہ۔ یعنی زکوٰۃ، عشر، خمس وغیرہ کی صورت میں، ہو یا ان کے علاوہ محض رضائے الٰہی کی خاطر انفاق فی سبیل اللہ کی شکل میں ہو۔ کیونکہ یہی نظام ہی انصاف، مساوات، محبت اور امن کا ضامن ہے اور انسانی معاشرے کو فلاح و خیر سے ہمکنار کر سکتا ہے۔

بینکاری اور جدید معاشی نظام

بینکاری کا نظام جدید عالمی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں بینکنگ سسٹم نہ ہو۔ بینکوں میں سرمایہ کاری سود یا انٹرسٹ کے تصور سے وابستہ ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ علمائے اسلام فکر راست کا مظاہرہ کرتے ہوئے جدید دنیا کے مسائل کے بارے میں قرآن و سنت کی روشنی میں اجتہاد کرتے ہوئے ان مسائل کا متوازن اور قرین از عقل و قرین از انصاف حل پیش کرتے اور اسلامی ریاستیں ان علمائے کرام کے اجتہاد کو عملی شکل دے دیتیں مگر بدقسمتی سے علمائے اسلام اور اصحاب اقتدار دونوں کی جانب سے اس سلسلے میں ناکافی کوششیں ہوئی ہیں جس کے باعث اکثر افراد معاشرہ پریشانی اور گومگو کا شکار ہیں۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد سے مسلم ممالک میں نظام بینکاری کو اسلامی سانچے ڈھالنے کی ضرورت کا احساس کیا جانے لگا تھا اور کئی اسلامی ملکوں کے بینکاری نظام میں اصلاحات بھی کئے گئے۔ پاکستان میں بینکاری نظام کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کی کوششوں کا آغاز اپریل ۱۹۸۵ء سے ہوا۔ اس کے تحت سودی نظام کو بدل کر اس کی جگہ مارک اپ اور مضاربہ وغیرہ متعارف کرائے گئے۔ مگر وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ اس اصلاح کے نتیجے میں ایک مکمل اسلامی بینکاری نظام پاکستان میں رائج ہوا ہے۔ بلکہ یہاں کے ادارے ایک مخلوط نظام کے تحت چلائے جا رہے ہیں۔ جن اسلامی مفکرین نے بینکاری اور سودی نظام کی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تشریح و توضیح کی کوشش کی ہیں ان کے دو واضح گروہ نظر آتے ہیں۔ ایک گروہ وہ ہے جو سود INTEREST کو ہر لحاظ سے اور ہر قیمت پر حرام قرار دیتا ہے۔ یہ گروہ عربی کے لفظ ربوٰا کا مطلب سود لیتا ہے اور اس سلسلے میں مزید کوئی گنجائش روا نہیں رکھتا۔ مفکرین کا دوسرا گروہ لفظ ربوٰا ہی کی تشریح میں قدرے لچک رکھتا ہے اور ربوٰا کو USURY کے معنوں میں لیتا ہے۔ یہ گروہ مغربی بینکاری نظام کو انتہائی درجے تک معیوب خیال نہیں کرتا۔

سطور ذیل میں ہم ان مفکرین کی آراء سے قطع نظر ٹھوس اور زمینی حقائق پیش کریں گے اور دیکھیں گے کہ سود کے نظام کو قبول یا رد کرنے کی صورت میں عام آدمی کے ساتھ کیا معاملہ درپیش ہوتا ہے اور یہ کہ آیا یہ وہی سودی نظام ہے جس کی قرآن حکیم نے حرمت کا اعلان فرمایا ہے۔

موجودہ معاشی نظام اور نظام بینکاری میں افراط زر، سروس چارجز، سیاسی حالات کی غیر یقینی کیفیات اور سرمایہ کاری کے خطرات RISKS جیسے عوامل کی دخل اندازی کو پیش نظر رکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ سود کا وہ مفہوم یقیناً باقی نہیں رہتا جس کی حرمت کا قرآن اور حدیث میں واضح طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ موجودہ نظام معیشت میں سود کی حیثیت ہی بدل گئی ہے۔ اس حقیقت کو ہم ایک سادہ سی مثال کے ذریعے واضح کرتے ہیں۔

زید ایک محنت کش ہے اور اپنی حلال کمائی کا ایک حصہ مستقبل کی ضروریات پوری کرنے کی خاطر وہ بچانا چاہتا ہے۔ چونکہ اس رقم کی حفاظت اس سے ممکن نہیں ہے اس لئے وہ اسے ایک بینک میں جمع کرتا ہے۔ بینک اس کی بچت کو کسی سرمایہ دار، یا صنعت کار کے حوالے کرتا ہے تاکہ وہ اس سے اپنے کاروبار میں اضافہ کرے اور اس کے نتیجے میں اس سرمایہ دار کے منافع سے ایک معقول حصہ وصول کرتا۔ نتیجہ اس صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ بینک کے پاس سرمایہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دوچند ہوتا جاتا ہے اور اس کی بنیاد پر وہ کاروبار کو مزید وسعت دیتا جاتا ہے۔ نیز اس کے دیئے ہوئے قرضے سے کاروبار کرنے والے سرمایہ دار کا سرمایہ بھی دن دوگنی رات چگنی ترقی کرتا جاتا ہے۔ دوسری طرف بینک میں پیسہ جمع کرنے والے غریب مزدور کو اس منافع کا صرف اتنا حصہ دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کے اصل زر کی قیمت و افادیت بھی بمشکل برقرار رہ پاتی ہے۔ ہوتا یوں ہے کہ سال بسال افراط زر کے نتیجے میں پیسے کی قدر گرتی جاتی ہے اور اگر اس نے سو روپے جمع کئے تھے اور دس برس بعد اسے بینک سے نکالے تو اس سو روپے کی قیمت دس روپے کے برابر رہ جاتی ہے۔ پس اگر وہ غریب محنت کش انٹرسٹ لینے

سے انکار کرے تو وہ اپنے اصل سرمائے سے بھی محروم ہو جاتا ہے دوسری طرف بڑے بڑے سرمایہ دار اس کی محنت کی کمائی پر عیش کرتے اور اپنی تجوریاں بھرنے میں مصروف ہوتے ہیں۔ البتہ اگر بینک میں پیسے جمع کرنے والا وہ محنت کش انٹرسٹ سمیت رقم واپس لے تو بمشکل اتنی رقم واپس ملتی ہے جو اس کے اصل زر کے قوت خرید کی برابری کر سکے۔ جہاں تک نقصان کا تعلق ہے اول تو بینکوں اور ان سے قرض لینے والے سرمایہ داروں کا نقصان ہوتا ہی نہیں اور اگر ہوتا ہے تو اس غریب محنت کش کو اپنے اندوختے سے لامحالہ محروم ہونا پڑتا ہے کیونکہ بینکوں کے دیوالیہ ہونے کی صورت میں کھاتہ داروں کو اپنی رقم کی واپسی کی کوئی ضمانت حاصل نہیں ہو سکتی۔ پس زید کا بینک میں جمع شدہ رقم پر سود لینا کسی طرح بھی ربوا کے اس قرآنی تصور سے مماثل نظر نہیں آتا جس کی اصل روح انسانی استحصال کی بیخ کنی اور ہمدردی محبت اور امن کا فروغ ہے۔

مندرجہ بالا مثال کی وضاحت یوں کی جا سکتی ہے کہ اگر کوئی شخص بینک میں ایک سال کے لئے سو روپے جمع کرے اور شرح افراط زر دس فیصد سالانہ ہو تو سال کے بعد اس رقم کی حقیقی افادیت ۹۰ روپے کے برابر رہ جاتی ہے اور اگر وہ پانچ سو روپے جمع کرے تو سال کے بعد اس رقم کی حقیقی افادیت ۴۵۰ روپے رہ جاتی ہے یوں موجودہ افراط زر اور قدر زر میں کمی یا (DEVALUATION) کے نتیجے میں سود نہ لینے کی صورت میں رقم جمع کرنے والے کو اپنے اصل زر سے بھی ہاتھ دھونا پڑ جاتا ہے۔ اس تناظر میں بچت کرنے والے کو اصل زر سے زیادہ رقم واپس کرنا اور انوسٹر یعنی بچت استعمال کرنے والے سے اصل زر سے زائد رقم وصول کرنا دونوں ہی لازمی اور جائز متصور ہونے چاہئیں۔ پس اصل زر کی ابتدائی افادیت کو بحال رکھنے کی خاطر دیئے یا لئے جانے والی اضافی رقم کو سود تصور کر کے اس کی حرمت کا اعلان کرنا نہایت مشکل امر ہے اور سرمایہ داروں کے ہاتھوں غریبوں اور مفلسوں کے حقیقی استحصال کا موجب بن سکتا ہے۔

اب رہا شرح افراط زر کے تعین کا مسئلہ۔ تو اس کا قبل از وقت تعین کرنا بچت کرنے والے یا بچت استعمال کرنے والے دونوں کے لئے مشکل ہے کیونکہ اس پران دونوں کا کوئی کنٹرول نہیں ہے بلکہ اس کا تعین عالمی اور علاقائی معاشی رجحانات کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ اس کے تعین کے لئے چار یا پانچ سالہ متحرک اوسط شرح یا کوئی اور فارمولا استعمال کیا جا سکتا ہے مگر بہر صورت افراط زر اور "ڈی ویلیویشن" کے بڑھتے ہوئے رجحان سے اختلاف کی گنجائش نہیں ہے۔

سود کن عناصر کا مجموعہ ہے کا اندازہ درج ذیل اعداد و شمار سے ہوگا۔

شرح افراط زر۔ ۱۰ فیصد

سروس چارجز۔ ۲ فیصد

انوسٹمنٹ رسک۔ ۱ فیصد

کل میزان۔ ۱۳ فیصد

پس اگر بینک ۱۳ فیصد سود رقم جمع کرنے والے کو دے تو یہ دراصل اس کی اصل زر ہے اور افراط زر کی شرح کے بڑھتے ہوئے رجحان کے باعث زر کی کھوئی افادیت کو بحال کرنے کی ایک ذریعہ ہے یوں پیسہ جمع کرنے والا ایک حد تک حق تلفی سے محروم رہتا ہے۔ افراط زر اور ڈی ویلیویشن کی بات پہلے ہو چکی ہے رہا سوال سروس چارجز یا معاوضہ خدمت کے جائز ہونے کا تو اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے اور یہ تصور مہذب اسلامی معاشرے کے تصورات کے عین مطابق ہے اور اس کا پیشگی طے کرنا بھی جائز ہے۔

حرف آخر

تمام اسلامی تعلیمات کا مغز یہ بنیادی فلسفہ ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ سود یا ربا کی ابتدائی شکل میں یہ عمل اس لئے مذموم قرار پایا کہ اس عمل کی غرض و غایت غریبوں اور مفلسوں کا استحصال تھا جبکہ فی زمانہ یہ محنت کشوں کے اندوختے کو ضائع ہونے سے بچانے کی اور ان کے استحصال کو روکنے کی ایک صورت ہے۔ چنانچہ علمائے اسلام کو تدبر سے کام لے کر اس مسئلے کی دقت نظر سے تحقیق کرنی چاہئے اور محض مغرب دشمنی کی بنیاد پر اپنے فتاوی صادر کرنے میں تامل سے کام لینا چاہئے۔

بقیہ - قارئین کے خطوط

نوائے صوفیہ دفتر میں ملنا شروع ہوا تو بہت خوشی ہوئی پہلے مانگ کر پڑھتا تھا اب آفس میں اردگرد کے لوگ بھی مستفید ہوتے ہیں۔ انڈیا کے نوربخشی بھائیوں کو سلام۔

فدا حسین فدائی

ہالٹن روڈ لاہور

مفتی محمد عبداللہ سے انٹرویو

م۔ش کوردی

مولانا محمد عبداللہ مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے مفتی اعظم ہیں۔ مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے لئے آپ کی خدمات سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ مولانا صاحب نے اپنی ساری عمر تعلیم و تدریس، سماجی خدمت اور صوفیہ نوربخشیہ کے معنوی دفاع میں گزاری ہے۔

مولانا صاحب جو ابتدا میں چھوربٹ ملا کے نام سے مشہور تھے چھوربٹ کے علاقہ کواس میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار اور اخوند محمد جو اور نام محمد سے حاصل کی اس کے بعد سرموں میں سید عباس مرحوم فاضل عربی سے سات سال تک دینی تعلیم حاصل کی۔ دارالعلوم غوازی سے انہوں نے فاضل عربی کا نصاب مکمل کیا اور فارغ التحصیل ہو کر کراچی چلے گئے جہاں دارالعلوم نیو ٹاؤن میں ایک سال درس مناظرہ میں شریک رہے یوں کل بیس برس تک طالب علمی کی زندگی گزاری حال ہی میں نمائندہ نوائے صوفیہ م۔ش کوردی نے مولانا صاحب سے ان کے دولت کدے پر انٹرویو کیا جو قارئین نوائے صوفیہ کی نذر کیا جاتا ہے۔

کوردی۔ جناب مفتی صاحب جن دنوں آپ فارغ التحصیل ہو کر بلتستان تشریف لائے ان دنوں نوربخشی معاشرے کا ماحول کیسا تھا؟

مفتی صاحب۔ ان دنوں لوگ انتہائی مفلس، پسماندہ اور ناخواندہ تھے مگر آپس میں بڑی ہم آہنگی تھی اور بھائی چارے کی فضا تھی۔ معاشی مسائل کے باوجود لوگ مسلک پر تن من دھن قربان کرنے کو تیار رہتے تھے لوگ اپنے مکانوں کو مسافر خانہ تصور کرتے تھے اور زیادہ توجہ مسجدوں اور خانقاہوں کی زیب و زینت پر دیتے تھے۔ پرانی مسجدیں اور خانقاہیں اس امر کی شاہد ہیں کہ ان پر کس حد تک چوب کاری کی گئی ہے۔ نہ صرف تعمیر و آرائش پر وقت اور محنت صرف کرتے تھے بلکہ عبادات و عمل سے انہیں روحانی طور پر بھی آباد رکھتے تھے۔

کوردی۔ نوربخشی معاشرے کی موجودہ حالت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

مفتی صاحب۔ اب معاشی حالت بہتر ہے خواندگی کی شرح بڑھ گئی ہے۔ لیکن دلوں کے درمیان دوریاں بھی بدقسمتی سے بڑھ گئی ہیں۔ تاہم مجھے پوری امید ہے کہ بھائی چارے اور محبت کی پرانی فضا واپس آئے گی۔

کوردی۔ اہل نوربخشیہ کے درمیان نظریاتی اختلافات کی کچھ وضاحت فرمائیں۔

مفتی صاحب۔ میرے نزدیک یہ اختلافات محض سطحی نوعیت کے ہیں اور بیرونی اثرات کے پیدا کردہ ہیں جس کی ایک مثال یہ ہے کہ میں جب شگر کے دورے پر گیا تو وہاں نوربخشیوں کے چار گروہ پائے جو ماسحین، غاسلین، مخیرین، اور جامعین کہلاتے تھے جامعین کا خیال تھا کہ وضو میں پاؤں کو صرف مسح کرنا چاہئے۔ غاسلین کا عقیدہ تھا کہ پاؤں کی حالت خواہ کیسی ہو انہیں دھونا چاہئے۔ مخیرین کہتے تھے کہ پاؤں کے احکام میں دھونے یا مسح کرنے کا حکم مرضی پر منحصر ہے۔ چاہے دھوئے چاہے مسح کرے۔ جبکہ جامعین کا خیال تھا کہ وضو میں پہلے پاؤں کا مسح کرنا چاہئے اور پھر انہیں دھونا چاہئے۔ جبکہ فقہ احوط کی رو سے پاؤں کا حکم صاف واضح ہے کہ پاک ہو تو مسح درست ہے اور ناپاکی کی صورت میں دھونا چاہئے۔ جامعین کا نظریہ بلاجواز ہے۔ میرے دورے سے سادہ لوح نوربخشیوں کو بخوبی معلوم ہوا کہ چھوٹے چھوٹے مسائل میں نوربخشیوں کو گروہ بندی کا شکار بنانا ایک سازش ہے تاکہ انہیں اپنے مسلک سے بیزار کیا جائے اور تفرقہ پھیلا کر کمزور بنایا جائے۔ ہر نوربخشی خلوص دل سے ان اختلافات کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کی کوشش سے علمائے نوربخشیہ نے ایک متفقہ قرارداد معاہدہ چھگن کے نام سے منظور کی ہے جس میں مذہب کے

نام کو موضوع بحث بنانے کی بجائے اسلاف کی کتب پر عمل پیرا رہنے کا عہد کیا گیا ہے۔ تمام علماء کو اس پر کاربند رہنا چاہیے اور اس سے قبل تحریر میں آئے ہوئے معاہدہ کریس کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں لگے رہو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم کمزور ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

کوروی۔ یہ جو آپ نے کتب اسلاف کا ذکر کیا اس میں اسلاف سے کیا مراد ہے
مفتی صاحب۔ ہماری اصطلاح میں اسلاف سے مراد گزرے ہوئے بزرگان دین ہیں جنہوں نے ہمارے عقائد و اعمال یعنی اصول و فروع میں کتابیں تصنیف کیں۔ ان میں میرے نزدیک حضرت میر مختار اخیار تک کے مشائخ سلسلہ ذہب شامل ہیں۔ انہی اسلاف کی کتابیں قابل عمل ہیں۔ ان بزرگوں کی کتابوں کو چھوڑ کر کسی تیسرے درجے کے نوربخشی عالم دین کی کتابوں کو کتب اسلاف قرار دینا بڑی حماقت ہوگی۔

کوروی۔ آپ کی نظر میں کتب اسلاف میں تبدیلی لانے والا کیسا ہے؟
مفتی صاحب۔ وہ یقیناً خائن ہے۔

کوروی۔ اپنے شاگردوں کے بارے میں کچھ بتایئے۔
مفتی صاحب۔ میں بحیثیت مدرس مدرسہ نوربخشیہ غوازی، دارالعلوم نوربخشیہ تھسکونگ، دارالعلوم نوربخشیہ خپلو اور مدرسہ نوربخشیہ کشو باغ سکردو سے منسلک رہا ہوں ان مدرسوں سے کثیر تعداد میں شاگرد نکلے ہیں۔ ان شاگردوں میں مجھے اخوند خلیل کونیس، اخوند احمد، اخوند مہدی، اخوند ریموس کورو اور ماسٹر ابراہیم کونیس زیادہ یاد آتے ہیں۔

کوروی۔ کیا آپ نے اپنی زندگی میں کوئی کتاب یا رسالہ تصنیف کیا ہے؟
مفتی صاحب۔ میں نے ایک کتابچہ توضیح الاحادیث کے نام سے تالیف کیا تھا جو شائع ہو چکا ہے مگر بعض ہم عصر علماء نے از حسد اسے نابود کر دیا اس رسالے میں کتاب فقہ احوط کی اسناد کو فریقین کی کتب احادیث سے ثابت کیا ہے۔ ایک مسودہ فرائض (میراث) کے بارے میں زیر طبع ہے نیز ایک کتاب اصول فقہ کے نام سے منظر عام پر لانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

کوروی۔ آپ شرعی بورڈ کے ممبر ہیں اس بورڈ کی کارکردگی کے بارے میں کچھ بتایئے۔ مفتی صاحب۔ شرعی بورڈ بلا امتیاز مسلک اہل علاقہ کے تنازعات کے بارے میں فیصلے صادر کرتا تھا جن میں اکثر کے نقول محفوظ ہیں۔ سرکاری عدالتوں سے بھی مختلف احکامات کی رو سے مقدمات بورڈ کو تفویض ہوتے تھے اور بورڈ کے فیصلوں کے مطابق سرکاری عدالتیں ڈگری اور حکم نامے جاری کرتی تھیں۔

کوروی۔ مفتی صاحب ایک سوال میرے ذہن میں کھٹکتا رہتا ہے کہ زندہ لوگ مردوں کو کیونکر فائدہ یا نقصان پہنچا سکتے ہیں؟
مفتی صاحب۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رو سے زندہ لوگ مردوں کے حق میں بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ یہ صدقہ جاریہ یا ثواب جاریہ کہلاتے ہیں۔ مثلاً آپ کے شاگرد اور اولاد صالح آپ کے لئے ثواب جاریہ ہیں۔ اوقاف یعنی مدراس، مساجد اور خانقاہوں کے لئے جو کچھ وقف کیا جائے وہ بھی ثواب جاریہ ہے۔ پس زندوں کو چاہیئے کہ وہ مرنے والوں کے لئے دعائے مغفرت کریں فاتحہ پڑھیں اور ان کے ایصال ثواب کے لئے صدقہ و خیرات دیں۔ قبر کی پہلی رات شدید ترین رات ہوتی ہے اس لئے ہمارے مسلک میں چالیس دن تک مردے کے لئے اجتماعی نفل پڑھنے کی تاکید ہے۔

کوروی۔ جب نامہ اعمال ہی لپیٹا جا چکا ہو تو ثواب جاریہ اس میں کیسے درج ہو سکتا ہے؟
مفتی صاحب۔ بے شک اعمال نامہ موت کے ساتھ ہی لپیٹ لیا جاتا ہے لیکن مذکورہ تین چیزوں کا اندراج قدرتی طور پر ہوتا رہتا ہے۔

کوروی۔ مفتی صاحب۔ مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی وہ کونسی خصوصیات ہیں جو اسے دیگر مسالک سے ممتاز بناتی ہیں؟
مفتی صاحب۔ اختصار سے کام لیتے ہوئے محض اتنا کہوں گا کہ

نوربخشی اصول دین قرآن کریم کی نص صریح کی رو سے ثابت ہونے والا واحد اصول ہے۔ بعض مکاتب فکر میں ایسے اصول بھی رائج ہیں جن میں ان پانچ عقائد پر چند اضافے موجود ہیں جبکہ بعض مکاتب فکر کے اعتقادی نعرے میں مندرجہ بالا عقائد میں سے چند بنیادی عقائد کا اظہار سرے سے نہیں ہوتا بلکہ ان کی جگہ کچھ دیگر عقائد کو دی جاتی ہے۔

جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے کہ صوفیہ نوربخشیہ کا اصول دین قرآن مجید کی نص صریح سے ثابت ہونے والا واحد اصول دین ہے اور قرآن مجید میں موجود خالق کائنات کے واضح حکم کی صحیح ترین تعمیل کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو ان پانچ بنیادی چیزوں پر ایمان لانے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

یاایھا الذین آمنوا آمنوا باللہ و رسولہ و الکتب الذی نزل علی رسولہ و الکتب الذی انزل من قبل ط و من یکفر باللہ و ملئکتہ و کتبہ و رسلہ و الیوم الاخر فقد ضل ضللاً بعیداً ہ

اس مسلک میں بہت زیادہ نمازیں اور اوراد و وظائف موجود ہیں۔ خوش نصیب لوگوں کے لئے نہ ختم ہونے والے اعمال ہیں۔ اس سے بھی اہم تر بات یہ ہے کہ یہ مسلک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں مروج دین اسلام کی ہو بہو تصویر ہے پس یہ کل ہے جزو نہیں۔ اس کا اعلان غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ نے خود کتاب فقہ الاحوط کے آغاز میں فرمایا ہے۔

کوروی۔ مفتی صاحب آپ شیر بیشہ نوربخشیت کہلاتے ہیں۔ صوفیہ نوربخشیہ کے معنوی دفاع کے لئے آپ نے بہت بڑے بڑے علماء سے مناظرے کئے اور ہمیشہ فتحیاب ہوئے۔ اس بارے میں کچھ بتائیے۔

مفتی صاحب۔ اس سلسلے میں کچھ زیادہ کہنا خودستائی کے زمرے میں آئے گا۔ مختصراً چند مشہور مناظروں کا تذکرہ کروں گا۔

۱۔ سید علی کریمی کے ساتھ مناظرہ جس میں میں نے قواعد سے آغا صاحب کو بے بس کر دیا بعد میں جب میں نے نصوص قرآنی سے دلائل پیش کئے تو وہ قرآن سے ہی منکر ہو گئے۔

۲۔ سید احمد صاحب ژھینڈو نے پہ صوفیہ نوربخشیہ سمیت تمام علماء کو مناظرہ کے لئے کھلا چیلنج دیا تھا۔ موضع پندہ والوں نے مجھے مدعو کیا۔ آغا صاحب لاؤ لشکر سمیت تشریف لائے تو میں نے اٹھارہ علمی سوالات ایسے کئے کہ ان پر سکوت طاری ہو گیا اور ایک قبرستان کے راستے موقع سے فرار ہو گئے۔ موضع پندہ والوں کے علاوہ اہل سرمیک نے زبردست جشن منایا۔

۳۔ شیخ محمد حسن فخرالدین سے شگر چھورکاہ میں مباحثہ طے ہوا تھا مگر انہوں نے اپنی دعوت مباحثہ واپس لے لی۔

۴۔ اکبر خان اور صوبیدار علی چھوربٹ کے کیس میں ایک نامور عالم دین سے میرا مباحثہ ہوا جس میں میرا موقف درست ثابت ہوا اور وزیر صادق مرحوم نے اس عالم دین کو مزید دس سال تعلیم حاصل کرنے کی نصیحت کی۔

۵۔ شیخ حارث کے ساتھ تراویح کے مسئلہ پر مباحثہ نامور علمائے دین کی ثالثی میں ہوا اور میرے حق میں فیصلہ ہوا۔

۶۔ مولوی عبدالقادر صاحب کے ساتھ حق بیوگی کے مسئلے پر مباحثہ ہوا۔ میرے دلائل کے آگے جو از روئے قرآن و حدیث و فقہ تھے، مولوی صاحب کی ایک نہ چل سکی یہ صدمہ ان پر اتنا گراں گزرا کہ اسی روز دماغ کی شریان پھٹ جانے کے باعث انتقال کر گئے۔

۷۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اور چند دیگر علمائے کرام کے ساتھ صیغہ نکاح کے معاملے پر مباحثہ ہونا تھا۔ ان علماء نے عربی میں گفتگو کر کے مجھے مرعوب کرنے کی کوشش کی لیکن ان کی زبان قواعد کے معیاروں پر پوری نہ اترتی تھی جس کی نشاندہی پر وہ خود مرعوب ہو گئے۔ اسی اثناء میں میری آنکھ لگ گئی اور نیند کی حالت میں قدرتی طور پر میرے منہ سے "یا اللہ" کا نعرہ بلند ہوا جس کے بعد وہ علماء بحث و مناظرہ کئے بغیر خاموش واپس ہوئے

ان کے علاوہ اور بے شمار واقعات ہیں جن کی تفصیل بتانا غیر ضروری سمجھتا ہوں۔

کوروی۔ آپ مرکزی انجمن صوفیہ نوربخشیہ کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔ آپ کے ذہن میں کیا لائحہ عمل ہے؟

مفتی صاحب۔ میں فروغ تعلیم کے لئے جگہ جگہ مدرسے قائم کرنا چاہتا ہوں اور موجودہ مدرسوں کو فعال بنانا چاہتا ہوں۔ بچے مستقبل کے معمار ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کو بھی فعال بنایا جائے۔ اس وقت خانقاہ باقری گون،

فقہی مسائل

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے مفید سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں تاکہ پیش آمدہ ہر جزئی واقعہ کا شرعی حکم معلوم ہو سکے۔ انسان کو بحیثیت انسان اس عالم آب و گل میں جن جن مسائل کا سامنا ہوتا ہے ان کے بارے میں شریعت محمدیہ کی روشنی میں احکام معلوم کرنے کے لئے مومنین صوفیہ نوربخشیہ اور قارئین کرام مفید سے مفید تر سوالات ارسال کرنے کی سعی کریں۔ اس شمارے کے لئے ہم محترم محمد فقیر صاحب ٹوکو دراس کرگل انڈیا کے ارسال کردہ چھ سوالات کے جوابات شائع کر رہے ہیں۔ سوالات کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات

سوال نمبر ۱۔ شمول حکم وضو کوئی عضو زخمی ہو جائے اور پانی اس زخم کے لئے نقصان دہ ہو تو کیا حکم ہے؟

سوال نمبر ۲۔ عشا کی سنت کی بجاآوری جو بیٹھ کر کی جاتی ہے اس میں ہاتھ کا کیا حکم ہے؟

سوال نمبر ۳۔ ہمارے علاقے میں ایک مسلک کے لوگ اپنی اپنی پسند کی خواتین کے ساتھ متعہ والا ازدواجی رابطہ قائم کرتے ہیں کیا ہمارے لئے بھی ایسا کرنا جائز ہے؟

سوال نمبر ۴۔ کیا بینک میں پیسہ رکھ کر نفع حاصل کرنا روا ہے؟

سوال نمبر ۵۔ نوزائیدہ بچے کو کتنے عرصے تک دودھ پلایا جاتا ہے؟

سوال نمبر ۶۔ تین یا چار بچوں کے جنم کے بعد مانع حمل ادویات وغیرہ کے ذریعے حمل کے سلسلے کا خاتمہ کرنا کیسا ہے؟

سائل محمد فقیر ٹوکو دراس کرگل انڈیا

جوابات

جواب نمبر ۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

اگر کسی ایسے عضو پر زخم آجائے جس کو وضو کا حکم شامل ہو اور پانی کا لگ جانا اس زخم کے لئے سخت نقصان دہ ہو تو شرعاً اس صورت میں تیمم کرنا ہی اس کا حکم ہے۔

جواب نمبر ۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

عشا کی سنت جو بیٹھ کر ادا کی جاتی ہے اس میں حالت قیام کی جگہ لینے والی حالت قعود میں ہاتھ باندھنا بہتر ہے تاکہ یہ قعود قعود تشہد کے مشابہ نہ رہے۔ ہاں اگر چار زانو ہو کر عشا کی سنت پڑھی جائے تو ہاتھ کا نہ باندھنا بھی جائز ہے۔ مزید تفصیل کے لئے فقہ احوط باب الصلوٰۃ کا مطالعہ کیجئے۔

جواب نمبر ۳۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

فقہ احوط باب النکاح کا مطالعہ کیجئے آپ کو اپنے سوال کا جواب مل جائے گا۔

جواب نمبر ۴۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

بینک میں نفع اور نقصان میں شرکت کا کھاتہ ہو تو اس کھاتے میں پیسہ رکھنا اور اس پر ملنے والا نفع وصول کرنا جائز ہے۔ سودی کھاتہ ہو تو جائز نہیں ہے۔

جواب نمبر ۵۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نوزائیدہ بچوں کو دودھ پلانے کا عرصہ پورے دو سال کا ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین یعنی

مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں گی۔ پس از روئے قرآن بچوں کو پورے دو سال دودھ پلانے کی مدت پورے دو سال ٹھہری۔

جواب نمبر ۶۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

حمل کے سلسلے کو بالکل ختم کرنا شرعاً درست نہیں ہے البتہ پیدائش میں وقفہ پیدا کرنے کی خاطر عارضی طور پر مانع حمل چارہ جوئی جائز ہے تاکہ بچوں کو دودھ کا پورا حق مل جائے۔

دنیائے تصوف کی خبریں

جی ایچ معروفی

گلاب پور شگر میں عظیم الشان جلسہ

چار نومبر ۱۹۹۸ء کو خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ گلاب پور شگر میں جشن مولود کعبہ حضرت علی علیہ السلام اور شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے یوم ولادت کے سلسلے میں ایک عظیم الشان تاریخی جلسہ منعقد ہوا جس میں بلتستان بھر کی اٹھائیس (۲۸) دینی تنظیموں کے کارکنوں کے علاوہ ہزاروں اہل ایمان نے شرکت کی۔ جلسہ کی صدارت میر واعظ شگر سید نواز حسین شگری نے کی جبکہ مہمان خصوصی مفتی اعظم بلتستان الحاج محمد عبداللہ صاحب تھے۔ جلسہ کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا اور محمد نسیم رحمانی نے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کی۔ مقررین نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت اور فضائل سے عوام الناس کو آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر عالم اسلام سید الاولیاء حضرت علی علیہ السلام کے نقش قدم پر چلے تو دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی کی ضمانت مل سکتی ہے مقررین نے کہا کہ شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا کے کونے کونے میں دین اسلام کی تبلیغ کی۔ آپ کی تعلیمات اخوت اور بھائی چارے سے عبارت ہیں یہی وجہ ہیں کہ جہاں جہاں آپ کے نام لیوا آباد ہیں وہاں فرقہ واریت اور مذہبی دہشت گردی کا نام تک نہیں ہے۔ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے صوفی غلام محمد صاحب اور پرنسپل مدرسہ شاہ ہمدان مفتی علی محمد ہادی صاحب نے دانشوروں اور علمائے کرام کو یاد دلایا کہ ہم نے کریس میں مذہب صوفیہ نوربخشیہ پر عمل پیرا رہنے اور اس کی آبیاری کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کرنے کا عہد و پیمان کیا ہوا ہے۔ ہم اس حلفیہ اقرار نامہ پر قائم ہیں کیونکہ ہم نے خدا اور رسول کو گواہ بنا کر دین کی حفاظت کی قسم کھائی ہے انہوں نے اپیل کی کہ ان عناصر کی حوصلہ شکنی کی جائے جو اتحاد بین المسلمین کو پارہ پارہ کرنا چاہتے ہیں اور فرقہ واریت کو ہوا دیتے ہیں۔ اس جلسہ سے جن علماء نے خطاب کیا جن میں میر واعظ شگر جناب سید نواز حسین الموسوی، مفتی محمد عبداللہ صاحب، مولانا محمد ابراہیم فیضی صاحب، الحاج فقیر محمد ابراہیم صاحب، مولانا محمد یوسف صاحب، مولانا محسن علی صاحب، سید علی کاظمی صاحب، مولانا عارف حسین صاحب، علامہ غلام رسول صاحب، مفتی علی محمد ہادی صاحب، علامہ محمد اسماعیل شگری، مولانا محمد بشیر آفتاب، حاجی محمد علی صاحب، صوفی غلام محمد صاحب اور مدرسہ شاہ ہمدان کے طالب علم کاچو اختر حسین صاحب شامل ہیں۔

ہادی علی تمنا جنرل سکریٹری
المرجادیہ ابدالی

شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن کا اجلاس

آدم الاولیاء حضرت علیؑ اور علی ثانی شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے یوم ولادت کے موقع پر شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن سرمیک کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ مرکزی مسجد شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ گرونسکل میں منعقد ہوا۔ جلسے کی صدارت الحاج سید محمد صاحب میر واعظ سرمیک نے کی جبکہ مہمان خصوصی مفتی محمد عبداللہ صاحب تھے۔ تلاوت کلام پاک اور حمد باری تعالیٰ کے بعد صدر تنظیم نے مختصر خطاب کیا۔ بعد ازاں جناب محسن علی صاحب، جناب علی محمد ہادی صاحب، الحاج فقیر محمد ابراہیم صاحب اور دیگر علمائے کرام نے حضرت علی اولؑ اور علی ثانی کی حیات طیبہ سے لوگوں کو روشناس کرایا۔ آخر میں صدر جلسہ کے دعائیہ کلمات کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

پریس سکریٹری



اخوند علی حسین صاحب میر واعظ جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسباڑی (یو۔پی) الحاج سید حسین شاہ مرحوم صدر انجمن کرگل کی فاتحہ خوانی کے موقع پر حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔



آغاخان فاؤنڈیشن گنگچھے کے زیر اہتمام زرعی اور علاقائی مصنوعات کی نمائش کے موقع پر اول دوم اور سوم آنے والے ماہرین کو انعام دیا جا رہا ہے۔

تنظیم فدائیان آل رسول صوفیہ نوربخشیہ کریس کا اجلاس

تنظیم مذکور کا ہنگامی اجلاس ۴ ستمبر کو محمد رضا عابدی صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں حضرت میر مختار اخیار کی تعمیر کردہ تاریخی مسجد مسجد صوفیہ نوربخشیہ المعروف گونمہ مسجد اوزدا کریس کے ساتھ پیش آنے والے معاملات کو بخوبی نمٹانے پر علمائے صوفیہ نوربخشیہ معززین خپلو اور ضلعی انتظامیہ کی کارکردگی کو سراہا گیا جن کے خلوص، محنت اور جذبہ ایمانی کی بدولت یہ معاملہ خوش اسلوبی سے طے ہوا۔ اجلاس نے تمام نوربخشی تنظیموں اور معززین کی خدمات کو بھی خراج تحسین پیش کیا۔ آخر میں اسلام کی سربلندی اور پاکستان کے استحکام کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔

محمد علی یوسفی پریس سکریٹری

انجمن صوفیہ نوربخشیہ بلغار کا اجلاس

گزشتہ ہفتے انجمن صوفیہ نوربخشیہ بلغار کا ایک اجلاس انجمن کی تنظیم نو کے سلسلے میں منعقد ہوا جس میں خانقاہ معلیٰ کے بعض تنظیمی امور پر غور کرنے کے علاوہ نئی کابینہ کا چناؤ بھی عمل میں آیا۔

نو منتخب کابینہ کے ارکان کے نام درج ذیل ہیں۔
سید محمد شاہ صاحب (سرپرست اعلیٰ) محمد امین صاحب (منتظم اعلیٰ) محمد حسین صاحب (صدر) عبدالکریم صاحب (نائب صدر) ضامن علی صاحب (جنرل سکریٹری) صوبیدار شکور علی صاحب، سید صادق علی شاہ صاحب، کاچو نثار حسین صاحب، محمد ابراہیم صاحب اور ایکس صوبیدار محمد ابراہیم صاحب۔

زیڈ اے بلغاری جنرل سکریٹری

سکردو میں یوم ولادت حضرت علیؑ و حضرت شاہ ہمدان

۲ نومبر ۱۹۹۸ کو جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ سٹلائٹ ٹاؤن سکردو میں ایک جلسہ ہوا جس میں کثیر تعداد میں اہل تصوف نے شرکت کی۔ اس جلسے کے صدر مفتی محمد عبداللہ صاحب اور مہمان خصوصی جناب محمد اقبال ممبر ناردرن ایریا کونسل تھے۔ قاری غلام رسول نے تلاوت اور محمد اسلم نے نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کی۔ دولت علی تھلوی نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ حاجی مفتی محمد عبداللہ صاحب نے اپنے خطاب میں ولی کامل کا مفہوم پیش کیا۔ جناب محمد اقبال نے حضرت علی علیہ السلام کے ہر علم پر عمل کو انسان کی فلاح کا ضامن قرار دیا۔ پرنسپل مدرسہ شاہ ہمدان مفتی علی محمد ہادی صاحب نے مدرسے کے اغراض و مقاصد کو تعلیمات شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کرنے کی وجہ بیان فرمائی۔ سید علی کاظمی نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کی ذات جملہ انسانیت کے لئے کامل نمونہ ہے۔ مولانا محسن علی ساقی نے شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی انقلاب آفرین حکمت عملی کی خوبیاں بیان کیں۔ صوفی شاعر ذاکر حسین ذاکر صاحب نے مقام انسانیت اور انسانی فلاح کے لئے اولیائے کرام کی دینی خدمات پر روشنی ڈالی آخر میں مولانا محمد یوسف میر واعظ جامع مسجد شاہ ہمدان سکردو نے دعائیہ کلمات کے ساتھ جلسہ کا اختتام فرمایا۔

محمد بشیر آفتاب مدرس
مدرسہ شاہ ہمدان سکردو

تنظیم نوجوانان براہ بالا لاہور کا اجلاس

گزشتہ دنوں گلبرگ لاہور میں تنظیم مذکور کا اجلاس ہوا جس میں شرکاء نے بلتستان کے بعض مقامات خصوصاً براہ بالا میں ڈش انٹینا کی تنصیب سے پیدا ہونے والی تباہ کن صورت حال پر تشویش کا اظہار کیا جس کے نتیجے میں نوجوان نسل کے اخلاقی بے راہ روی کا شکار ہونے خطرہ ہے۔ نیز حکام بالا سے اس جانب توجہ دینے کی اپیل کی۔

محمد افضل سکریٹری

نوائے صوفیہ انٹرنیٹ پر

قارئین نوائے صوفیہ کے لئے یہ خبر مسرت کا باعث ہو گی کہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کی بین الاقوامی شہرت کی بدولت اب اس رسالے کا نام اور اس کے مندرجات انٹرنیٹ INTERNET پر بھی دستیاب ہو گئے ہیں۔ انٹرنیٹ کمپیوٹر ٹیکنالوجی کی جدید ترین سہولت ہے جس کی مدد سے دنیا کے کسی بھی کونے میں بسنے والا کوئی شخص جس کے پاس کمپیوٹر ہو صرف ایک بٹن دبا کر دنیا کے کسی بھی موضوع پر معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ اب ان موضوعات میں اللہ کے فضل و کرم سے صوفیہ نوربخشیہ، غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ اور نوائے صوفیہ کے نام بھی شامل ہو گئے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان موضوعات پر معلومات حاصل کرنا چاہے تو اس کے طریق کار کی تفصیل یوں ہو گی۔

مندرجہ ذیل دو WEB PAGE انٹرنیٹ پر لوڈ ہو چکے ہیں۔

۱۔ پہلے پیج کے لئے آپ انٹرنیٹ پر آن لائن ہونے کے بعد اپنے پیج کا ایڈریس لکھیں گے تو کمپیوٹر سکرین پر ایک پیج سامنے آئے گا یہ ہوم پیج کہلاتا ہے۔ اس ہوم پیج پر سب سے اوپر سلسلہ ذہب کے تمام مرشدان حقیقت کے نام کی SCROLLING شروع ہو جائے گی یعنی یہ اسمائے گرامی یکے بعد دیگرے دائیں طرف سے نکل کر بائیں کونے میں غائب ہوتے جائیں گے۔ جب تمام نام پورے ہو جائیں تو نئے سرے سے سکرولنگ شروع ہو جائے گی۔

دوسری لائن میں نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کا ایک چھوٹا سا اشتہار مختلف انداز میں حرکت کرتا رہے گا۔

اس کے بعد تین مختلف لائنوں پر مشتمل ایک عبارت ہے یہ تین لائنوں پر مختلف عبارت HYPERLINKS کہلاتی ہے یعنی اس عبارت کی ہر لائن کے ساتھ ایک صفحہ لنک ہے۔ اگر پہلے لائن پر کرسر رکھ کر کلک کریں تو غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کی سوانح حیات کی فائل کھل جائے گی یہ فائل وہ مضمون ہے جو نوائے صوفیہ میں شائع ہو چکا ہے۔ اگر دوسری لائن پر کرسر رکھ کر کلک کریں تو نوربخشیہ پر جرمن محقق ڈاکٹر اینڈریز ریک کا انگریزی میں

شائع ہونے والا مقالہ آئے گا۔ اسی طرح اگر تیسری لائن پر کلک
کریں تو بہت سی دیگر معلومات حاصل ہوں گی۔

۲۔ دوسرے پیج کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

انٹرنیٹ پر آن لائن ہونے کے بعد ایڈریس لکھیں گے تو ایک پیج
کھلے گا۔ اس پیج کے سب سے اوپر ایک چھوٹی سی عبارت نظر آئے
گی۔ یہ عبارت ایک مہر کی مانند ہے جس کے الفاظ مختلف رنگ
تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ دوسری لائن پر پہلے پیج کی طرح سلسلہ
ذہب کے بزرگوں کے نام سکرول ہونا شروع ہو جائیں گے۔
تیسری لائن پر دو ہائپر لنک بنے ہوئے ہیں یعنی پہلی لائن پر کلک
کریں تو غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نور بخش
قہستانی نور اللہ مرقدہ کے حالات زندگی پر مشتمل ایک پیج آئے گا
دوسری لائن پر کلک کریں تو ڈاکٹر ریک کا مقالہ آئے گا۔ اس کے
بعد چوتھی لائن پر نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کا ایک چھوٹا سا اشتہار
مختلف انداز سے حرکت کرتا رہے گا اس اشتہار کے نیچے بہت سے
تصورات حوالے کے ساتھ موجود ہیں۔

جس سافٹ ویر کے ذریعے ہم انٹرنیٹ سے مختلف
معلومات حاصل کر سکتے ہیں یہ پروگرام BROWSER کہلاتا
ہے۔ براوزر کئی قسم کے ہوتے ہیں۔

ویب پیج کے ایڈریس کے لئے ادارہ نوائے صوفیہ سے
رابطہ کریں۔ کمپوزنگ کی مشکلات کے باعث ہم یہ ایڈریس
شائع کرنے سے قاصر ہیں۔

محمد یعقوب گلبرگ لاہور

ڈاکٹر ہمدانی کی یاد میں ریفرنس

شاہ ہمدان انٹرنیشنل ایسوسی ایشن کے بانی صدر اور قومی
کمیشن برائے تاریخ و ثقافت کے ڈائریکٹر جنرل پروفیسر ڈاکٹر آغا
حسین ہمدانی مرحوم کی پہلی برسی کی مناسبت سے ان کی یاد میں
ایک قومی ادبی ریفرنس انٹرنیشنل شاہ ہمدان ایسوسی ایشن کے زیر
اہتمام ہالیڈے ان ہوٹل اسلام آباد میں زیر صدارت ریٹائرڈ
جنرل عبدالمجید ملک وفاقی وزیر برائے امور کشمیر و شمالی علاقہ
جات منعقد ہوئی۔ صدر نشینوں میں میر عبدالعزیز، ڈاکٹر غضنفر
مہدی، احمد حسین ہمدانی، اور ساغر ہمدانی شامل تھے جب کہ
ملک کے طول و عرض سے آغا صاحب مرحوم کے چاہنے والوں کی
ایک کثیر تعداد اس جلسے میں شریک ہوئی۔ مقررین نے آغا
صاحب کی سیرت اور کارناموں پر اظہار خیال کیا۔ جن میں دائرہ
کے جناب احسان کبریا صاحب۔ سید مزمل حسین شاہ صاحب،۔
ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہا صاحب (منظوم ہدیہ عقیدت) پروفیسر
نذیر شال صاحب۔ مدیر انصاف و جنرل سکریٹری شاہ ہمدان
ایسوسی ایشن میر عبدالعزیز صاحب۔ ڈاکٹر فاروق سونگی صاحب۔
عظمت علی ہمدانی صاحب۔ پروفیسر ڈاکٹر ریاض احمد صاحب۔
علامہ عنایت علی شاکر صاحب۔ سید سلطان علی شاہ صاحب سجادہ
نشین دربار عالیہ ہمدانیہ بنگالی شریف۔ ڈاکٹر احمد حسین دانی
صاحب۔ ڈاکٹر غضنفر مہدی صاحب۔ اور صدر جلسہ جنرل
عبدالمجید ملک صاحب کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ جنرل
عبدالمجید ملک نے اپنی تقریر میں کہا کہ آغا مرحوم کی زندگی سراسر
جہاد کا عملی نمونہ تھی۔ بچپن کی یادوں کا ذکر کرتے ہوئے انہوں
نے کہا کہ میں اور ڈاکٹر ہمدانی ایک ہی مقامی سکول میں زمین پر
بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ انہوں نے علم و فضل کا راستہ اختیار کیا اور
میں سپاہی بن گیا۔ جنرل صاحب نے کہا کہ میرا عقیدہ ہے کہ آغا
ہمدانی مرحوم کی وفات کے باوجود شاہ ہمدان ایسوسی ایشن ختم
نہیں ہوگی۔ بلکہ اپنے کمال روحانی سے شاہ ہمدان علیہ الرحمہ خود
اس ایسوسی ایشن کی سرپرستی فرمائیں گے۔

رپورٹر نوائے صوفیہ

ایکشن کمیٹی مسجد صوفیہ نور بخشیہ اوڑوا کا اجلاس

گزشتہ دنوں سلسلہ صوفیہ نوربخشیہ کے عظیم بزرگ
حضرت میر مختار اخیار کی تعمیر کردہ مذکورہ مسجد کے ساتھ پیش
آنے والے معاملے پر علماء کرام اور ضلعی انتظامیہ کی طرف سے
کئے جانے والے تعاون کا جائزہ لیا گیا اور اس سلسلے میں فضیلت
مفتی محمد عبداللہ صاحب، حاجی محمد حسن صاحب جنرل سکریٹری
مرکزی انجمن صوفیہ نوربخشیہ پاکستان، جناب حاجی فقیر محمد
ابراہیم صاحب، جناب محمد یوسف صاحب، جناب صوبیدار محمد
علی صاحب، جناب مولانا علی محمد ہادی صاحب، جناب غلام علی
حیدری صاحب، جناب خان بہادر صاحب ڈپٹی کمشنر، جناب
حشمت اللہ خان صاحب ایس ایس پی کی اعلیٰ کارکردگی پر ان سب
معززین کو مبارک باد پیش کی گئی نیز تمام نوربخشی تنظیموں کے

تعاون کا بھی شکریہ ادا کیا گیا۔ اجلاس کے آخر میں اسلام کی سربلندی اور مملکت خداداد پاکستان کے استحکام کے لئے دعا مانگی گئی۔

صفدر علی پریس سکریٹری

ڈرائیور عبدالرحمن کا انتقال پر ملال

اسلام آباد آئی نائن کی معروف سماجی شخصیت ڈرائیور عبدالرحمن چھوربٹ جو نیشنل لائبریری میں ملازم تھے گردے کے عارضے میں مبتلا رہ کر انتقال کر گئے۔ مرحوم سماجی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر کی توفیق دے۔

محمد عارف و محمد علی صاحب کو صدمہ

محمد عارف صاحب اسسٹنٹ ڈائریکٹر محکمہ آثار قدیمہ کراچی اور اور نمائندہ نوائے صوفیہ محمد علی صاحب ایم ایس سی فارماسوٹیکل مینیجر صاحب کی والدہ محترمہ کچھ مدت علیل رہ کر گزشتہ دنوں خپلو میں انتقال کر گئیں۔ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والوں نے محمد عارف صاحب اور محمد علی صاحب سے دلی تعزیت کا اظہار کیا ہے۔ ادارہ نوائے صوفیہ بھی دونوں بھائیوں کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔

(ادارہ)

فقہ احوط کی قیمت میں کمی کا اعلان

عوام الناس اور طلباء برادری کی پرزور اپیل پر جناب دولت علی تھلوی ناظم اعلیٰ مدرسہ شاہ ہمدان سکردو نے فقہ احوط کا ہدیہ ۲۷۵ روپے سے کم کر کے ۲۰۰ روپے کرنے کا اعلان کیا ہے لہذا تمام نمائندہ بک سیلرز کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ فقہ شریف رعایتی ہدیہ پر فروخت کی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ عوام الناس مستفید ہو سکیں۔

عید میلاد حضرت شاہ مردان علیؑ و حضرت شاہ ہمدان علیؒ ثانی پر عظیم الشان جلسہ:

8 نومبر 1998 کو حسب سابق امسال بھی نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کورو کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ بسلسلہ یوم ولادت حضرت علی و حضرت سید علی ہمدانی خانقاہ معلیٰ نوربخشیہ کورو میں انتہائی عقیدت واحترام سے منایا گیا۔ جلسے میں بلتستان بھر کے نامور خطیب، دانشور، شعراء اور مقررین کی کثیر تعداد نے شرکت کی تقریب کا آغاز قاری غلام مہدی صاحب کے تلاوت پاک سے شروع ہوا۔ حضور سرور کونین نذرانہ عقیدت جناب محمد ریاض نے پیش کی۔ صدارت جناب مفتی اعظم محمد عبداللہ صاحب اور مہمان خصوصی کے فرائض جناب صوفی غلام محمد صاحب نے کی مولانا غلام نبی کورو نے NYF کورو یونٹ کی طرف سے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ مولانا غلام حیدر صاحب کورو نے حضرت علی اور قرآن پاک کے موضوع پر اور مولانا محمد اشتاق صاحب کوروی نے اتحاد بین المسلمین میں ہماری فرائض اور ذمہ داریوں کی کے حوالے سے تقریر فرمائی جناب آخوند غلام محمد کریس نے بلتی میں قصیدہ پڑھا اور علی نوری کریس نے فتوحات علی کی جھلکیاں اور مولانا محمد عارف کریس صاحب نے شان حیدر کرار کے موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

جناب مولانا محمد باقر کریس نے زہد علی اور عہد حاضر کے تقاضے پر تقریر فرمائی مولانا علی محمد صاحب خپلو نے شاہ ہمدان کے اسلامی خدمات اور بلتستان آمد پر تفصیل سے بیان کیا۔

اجلاس کی دوسری نشست کی صدارت جناب مفتی محمد عبداللہ صاحب بدستور رہے۔ جب کہ مہمان خصوصی جناب سید نواز حسین میر واعظ شگر تھے۔ جلسہ کے دوران کریس اور شگر سے مندوبین نعرہ تکبیر کے ساتھ جلسے میں شریک ہوئے دوسری نشست کا آغاز آخوند محمد حسین کورو نے تلاوت کلام پاک سے فرمایا۔ جبکہ نعت رسول مقبول قاری محمد حسین کوروی نے اپنی سریلی آواز میں پیش کی۔ مولانا غلام رسول (مداو) شیگری نے اپنے مخصوص انداز کے ذریعے امیر کبیر اور شاہ سید کی تعلیمات اور عہد حاضر کے تقاضے سے لوگوں کو محظوظ کیا۔ جناب مولانا محسن علی ہاتی نے رحمن کے خاص بندوں کی توصیف بیان کی۔ معروف محقق جناب مولانا غلام حسن نوربخشی نے آثار شاہ ہمدان بلتستان میں کے موضوع پر سیر حاصل بحث فرمائی۔ جناب تصدق حسین ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان سکردو نے سید نوربخش اور شان علی میں نذرانہ عقیدت پیش کیا جناب مولانا محمد ادریس ایم فیضی نے محبت علی اور ہماری فرائض پر بیان فرمائی۔ جناب صوفی غلام محمد نے عہد

حاضر میں حضرت علی کی تعلیمات پر کماحقہ عمل کرنے اور اتحاد و اتفاق سے رہنے پر زور دیا۔

مہمان خصوصی میر واعظ شگر سید نواز حسین صاحب نے فرمایا کہ علی کے ماننے والے محض نعرہ بازی سے جنت نہیں ہوتے۔ بلکہ ان کی تعلیمات پر پورا پورا عمل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

علی کی پیروی ملت اسلامیہ کے لئے از حد ضروری ہے۔ ذاتی بغض و عناد کو پس پشت ڈال کر دین اسلام کی صحیح خدمات کرنا دور حاضر کی اہم ضرورت ہے۔ صدر جلسہ الحاج مفتی محمد عبداللہ صاحب نے اپنے صدارتی خطبے میں دور حاضر میں نورعلشی تعلیمات پر عمل کرنے اور اختلاف فی الدین سے بچنے پر زور دیا اور ساتھ ہی بزرگان دین کی تعلیمات کو اپنانے اور ان پر عمل کرنے پر زور دیا۔ سٹیج سیکرٹری محمد قاسم نے ایک قرارداد پیش کی جسے سب نے متفقہ طور پر منظور کیا گیا۔ جناب محمد بشیر صاحب نے جلسہ کو کامیاب بنانے پر عوام الناس اور دانشور حضرات کا شکریہ ادا کیا۔ آگاہ رہے اس تقریب کے لئے انجمن اسلامیہ نوربخشیہ کورو کا مکمل تعاون حاصل تھا۔

محمد انور سکرٹری اطلاعات NYF کورو۔

قرارداد

آج مورخہ 08-11-98 کو نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کورو، یونٹ کے زیر انتظام مقام کورو بسلسلہ ولادت مولائے متقیان حضرت علی علیہ السلام و امیر کبیر میر سید علی ہمدانی کے موقع پر درج ذیل قرارداد منظور کی گئی:۔

(1) یہ کہ اس جلسہ میں اعلان کیا جاتا ہے کہ مسلک صوفیہ نوربخشیہ ہر گاؤں کی سطح پر تین تنظیموں کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(2) طلباء کی ایک تنظیم شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن جو طلباء کے جملہ امور طے کرے گی۔

(3) نوجوانوں کی تنظیم موسومہ نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن جو کہ پہلے سے موجود ہے۔ تنظیم کے بعد ری آرگنائز کیا جائے اور یہ نوجوانوں کے امور سے متعلق ہر کام سرانجام دے گی۔

(4) دانشوروں کی سطح پر پہلے ہی سے انجمن صوفیہ نوربخشیہ موجود ہے۔ یہ تنظیم گاؤں اور اس کے رفاہ عامہ کے امور سرانجام دے گی۔

(5) یہ جلسہ اعلان کرتا ہے کہ تمام نورعلشی مومنین معاہدہ کریں (حلفیہ نامہ) کی پابندی کریں گے۔ جو کہ دانشوروں اور علماء سلف کا متفقہ فیصلہ ہے اور اس پر عمل پیرا رہنا وقت کی اہم ضرورت اور مسلک نوربخشیہ کے عین مفاد میں ہے۔

(6) ملت نوربخشیہ کا یہ اجتماع وزیر اعظم پاکستان کی نفاذ شریعت کے اعلان کا خیر مقدم کرتا ہے۔ اور میاں نواز شریف سے اظہار یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہے۔ مستقبل قریب میں اسلامی قوانین کی تیاری کے وقت فقہ نوربخشیہ یعنی الفقہ الاحوط کو بھی مدنظر رکھا جائے اور مسلک نوربخشیہ کے پیروکاروں کے لئے فقہ الاحوط کو پرسنل لاء کے طور پر منظور کیا جائے۔

(7) یہ اجلاس حکومت عالیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل میں تمام مسلمان فرقوں کو مناسب نمائندگی حاصل ہے جبکہ مسلک نوربخشیہ کو ابھی تک نمائندگی سے محروم رکھا ہوا ہے۔ اس مسلک کے ایک عالم دین کو اسلامی نظریاتی کونسل کا ممبر بنایا جائے۔

چھوار سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کا اجلاس

سکردو میں چھوار سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کی حلف وفاداری کے سلسلے میں ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں طلباء کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اس موقع پر ماسٹر محمد بشیر کاظمی صاحب اور آرگنائزیشن کے صدر فدا حسین اور جنرل سکریٹری اسد علی نے بھی خطاب کیا۔

بشیر احمد گلزار پریس سکریٹری

انجمن تحفظ اہلیان یوچنگ کا اجلاس

انجمن تحفظ اہل یوچنگ ایک اہم اجلاس یوچنگ ہاؤس کراچی میں سیٹھ غلام حسین کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ علاقہ یوچنگ میں اسکول کی تعمیر علاقے میں پہلے سے موجود مدرسے سے ملحقہ زمین پر کی جائے کیونکہ مذکورہ اراضی یوچنگ کے باشندوں نے اسی مقصد کے لیے مختص کر رکھی ہے۔

غلام مہدی نائب صدر

قارئین کے خطوط

ہومیوڈاکٹر ایم - اے شاہد

ستمبر کا شمارہ ملنے کی اطلاع دی تھی اب اکتوبر کا شمارہ بھی مل گیا ہے - مشکورو ممنون ہوں - الحمدللہ اب نوائے صوفیہ بین الاقوامی سطح پر شہرت پا چکا ہے جس کا سہرا سب کارکنوں کے سر ہے - رسالے کی بہتری کے لئے چند تجاویز پیش ہیں - نوائے صوفیہ چونکہ اب بین الاقوامی سطح پر مذہب حقہ کا ترجمان ہے اس لئے اس کی ترقی کے لئے کوشش کرنا ہم سب کا فرض ہے - اس کار عظیم میں ہمیں مجاہدین نوائے صوفیہ کے ساتھ مالی و قلمی تعاون کرنا چاہئے - یہ ایک صدقہ جاریہ ہے - برائے کرم انڈیا میں مقیم نوربخشیوں کا مکمل ایڈریس شائع کریں کیونکہ ہم ان کے ساتھ خط و کتابت کرنا چاہتے ہیں - تمام اراکین کی خدمت میں سلام -



فدا حسین شارگو
پوسٹ بکس نمبر ۳۹۸۵ عجمان
متحدہ عرب امارات

بذریعہ عریضہ ہذا حاضر خدمت ہو رہا ہوں اس سے پیشتر بالمشافہ یا قلمی تعارف نہیں ہے - تمام سلاسل کے اولیائے کرام اور مشائخ عظام کے حالات اور ان سے تعلق خاطر بہت محبوب ہے اور یہ خط اسی تعلق سے ارسال کر رہا ہوں - نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کے زر ترسیل کا طریق کار کیا ہے نوائے صوفیہ ارسال فرمائیں اور جواب سے مرحمت فرمائیں - چند کتب کی تلاش ہے اعانت فرمائیں -

فقیر الی اللہ
اورنگ زیب شاہ ہمدانی
ہوسٹن ریاست ہائے متحدہ امریکہ

ملازمت کے سلسلے میں گھر سے دور رہا اس لئے چند ماہ خط نہ لکھ سکا - انجمن صوفیہ نوربخشیہ ضلع کرگل لداخ کے اراکین کی کچھ تصاویر ارسال خدمت ہیں - نوائے صوفیہ سے استفادہ کر کے ہم نے سائلین کے سوالات و جوابات پر مبنی ایک کتابچہ تیار کیا ہے - انجمن ہذا کی طرف سے جملہ مومنین کو ہدیہ سلام پیش ہے -

غلام حسین انجمن صوفیہ نوربخشیہ
کرگل لداخ

چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر خط و کتابت کا سلسلہ معطل رہا جس کے لئے معذرت خواہ ہوں - جون جولائی کے شمارے ایک ساتھ ملے - رسالہ انتہائی معلوماتی اور دلچسپ تھا آپ نے کشمیر یونیورسٹی سے قرآن شریف کی تفسیر حاصل کرنے کے لئے یہ کام بہت مشکل ہے - اس سے قبل بھی خطوط میں چند

رسالہ نوائے صوفیہ پہلی بار جناب ماسٹر حشمت اللہ صاحب کی وساطت سے پڑھنا نصیب ہوا اب میں مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں - سالانہ چندہ ماسٹر صاحب کے ذریعے ارسال کر رہا ہوں - ایک عدد تصویر بھی ارسال ہے -



محمد علی راجہ دراس انڈیا

کتابیں اور کیسٹ ارسال کرنے کے لئے کہا تھا برائے مہربانی ہماری تمنا پوری کریں۔ میری طرف سے مولانا شکور علی انور کو عقیدت بھرا اسلام۔

ماسٹر حشمت اللہ
دراس انڈیا

چند سال قبل تک دوسرے مکاتب فکر کے رسائل اور کتابیں پڑھا کرتے تھے۔ اپنا کوئی کتاب اور رسالہ وغیرہ دستیاب نہیں تھا۔ اب اللہ کا شکر ہے کہ نوائے صوفیہ ہر ماہ ملتا ہے۔ اس کی وساطت سے مذہب کی دوسری کتابیں بھی مل رہی ہیں۔ لہذا ہم اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتے ہیں۔ میں مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں رہنمائی فرمائیں۔

حسن اے کمال
بیوغدانگ (نوبراہ)

ارسال کردہ کتابیں موصول ہوئیں۔ شرمندہ ہوں کہ نوائے صوفیہ کا چندہ آج تک ارسال نہیں کر سکا۔ بغدانگ میں حاجی محمد علی کو بھی ارسال کردہ کتابیں مل گئی ہیں۔ اگر تاریخ بلتستان اور تحفۂ کشمیر نامی کتابیں بھی ارسال کریں تو شکر گزار ہوں گے۔ جولائی کے شمارے میں بغدانگ میں صوفیہ نوربخشیہ کی آبادی کا تناسب غلط شائع ہوا ہے مہربانی تصحیح کر لیں۔ ہے۔ چند ضروری سوالات ارسال ہیں۔

جی۔ ایم صوفی واحسان علی
نوبراہ انڈیا

جولائی واگست کے شمارے موصول ہوئے۔ رسالے کا چندہ ارسال ہے۔ آئندہ سے چالیس عدد رسالے ارسال کیا کریں رسالہ ہمیشہ دیر سے ملتا ہے۔ پوسٹل ایڈریس بھی درست کریں۔

غلام نبی ثاقب
غوث المتاخرین لائبریری سکردو

میں صوفیہ نوربخشیہ کا ادنیٰ کارکن ہوں اور مزدوری کی غرض سے گلگت میں مقیم ہوں۔ اگر انڈیا کے نوربخشی بھائیوں کو مختلف اوراد کے کیسٹ درکار ہیں تو میں ارسال کرنے کو تیار ہوں۔

درویش علی
رقص سینما جوگ گلگت

پچھلے دنوں گلزار حسین کھانے کی وساطت سے نوائے صوفیہ پڑھنے کو ملا اور یہ جان کے بے حد دکھ ہوا کہ میں آج تک اندھیروں میں بھٹکتا رہا ہوں۔ اب میں نے تاحیات نوائے صوفیہ کا خریدار بننے کا فیصلہ کیا ہے۔

حوالدار فدا حسین بلے گند

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

قاری غلام رسول ربانی
شاہ ہمدان مدرسہ سکردو

جواب

گوہر اشکی کہ پروردم بچشم انتظار
در تماشائے تو از دست نگہ غلطید و رفت

پہلے کراچی سے نوائے صوفیہ لیتا تھا اب علاقہ کھانے میں آگیا ہوں بہت دکھ ہوا کہ یہاں کوئی خریدار نہیں۔ لہذا التماس ہے کہ میرے نام رسالہ ارسال کیا کریں۔ علاقہ کھانے میں این وائی ایف کے قیام کی رپورٹ ارسال ہے۔

گلزار حسین نگران اعلیٰ
این وائی ایف کھانے خپلو

انٹرویو — مفتی عبداللہ انٹرویو

خانقاہ معلیٰ ہلدی، مسجد تھسکوں مدرسہ چھتن، خانقاہ کھلو اور توسیع خانقاہ چھتن جیسے تعمیری منصوبوں پر کام ہو رہا ہے۔ میری خواہش ہے کہ مروجہ تعلیم پر بھی توجہ دی جائے اور انجمن کے وسائل سے ایک پبلک سکول قائم کیا جائے جس میں دین و دنیا دونوں کی تعلیم ملے۔ مسلک نوربخشیہ کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل میں نمائندگی کی بھی کوشش کرنا ہوگی کیونکہ مسلک نوربخشیہ اتحاد بین المسلمین کا علمبردار ہے اور اس پلیٹ فارم پر جملہ اہل اسلام متحد ہو سکتے ہیں۔

کوروی صاحب۔ جناب آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے اپنا قیمتی وقت نوائے صوفیہ کے لئے وقف کیا۔

مولوی صاحب۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

سید آغا حسین ہمدانی درگذشت

دکتر محمد حسین تسبیحی رہا
محقق تحقیقات فارسی ایران

سید آغا حسین رفت از جهان عاشقان
در چهل اسرار کشمیرش ادب پنهان شده
آشنای حضرت سید علی آن مرد نیک
قلب او پیوسته می گفت از علی سید علی
جسم و جانش نعره سید علی می زد همی
سید آغا حسین جانباز تاریخ و ادب
او نوشت از فاطمه هم از جناح زنده دل
هم سفر بودم به راه سید آغا حسین
میر من عبدالعزیز شهر انصاف وفا
ما همه ایرانیان غمگین و افسرده شدیم
ماهمه یکسر دریغا گوی آن مرد بزرگ
چشم و دل گریان شده از رفتن آغا حسین
جان ما آغا حسین و عشق ما آغا حسین
او ذخیره کرده بود افکار ناب عاشقی
از همدان آمده جد بزرگش در قدیم
جمله سادات همدان پیرو آغا حسین
ای خدای پاک و بی همتا دلم گریان شده
گفته شد تاریخ شمسی در حمل وقت وفات
شد مسیحا نغمه زن در وقت فوت آن عزیز
رحمت و غفران حق بادا بر آن مرد بزرگ
خاک راه جمله سادات زمان باشد - رها

افتخار ملک پاک و مغز ایرانیان
رهرو راه خدا بود و دل کشمیریان
خانقاهش شهر چکوال و دلش در ختلان
ساکن نوکوت شنید از او نوای دلبران
لیکن اینک مدفنش گردیده نارنگ سیدان
رهبر تاریخ پاک و قائد اعظم نشان
صف شکن در راه عشق و گلبن تاریخ دان
هم به پندی، هم به چکوال، هم به کولاب زمان
جلوه کشمیریان باشد امیر کاروان
از غم مرگ ادیب و سرور همدانیان
یعنی آن آغا حسین آن سید گوهر فشان
او چرا یکباره شد از چشم جان ما نهان
پیر ما شد در ره سید علی روز و شبان
هم خلاصه در مناقب هم رسایل را مکان
لیکن از کشمیر حق آمد علی را رازدان
حرف او حق بو و کارش حل مشکل را امان
تا که رفته سید آغا حسین جانان جان
- آل اطهر سید آغا حسین - سوی جنان
- حاکم والا مقام آغا حسین - رفت از جهان
هم نشین بادا به جنت با امیر مؤمنان
خاصه این آغا حسین آن سرور آزادگان